مصنف
عطائے حضور مفتی اعظم ہند
مولانا محمد شاکر علی نوری
(امیر سنی دعوت اسلامی)

شائع کردہ مکتبہ طیبہ ۱۲۶۔ کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضؔا تم پہ کروڑوں درود

نکاح کا اسلامی تصور

تالیف
عطائے مفتی اعظم ہند حضرت مولانا
محمد شاکر نوری رضوی
(امیر سنی دعوت اسلامی)

ناشر:
مکتبہ طیبہ
۱۲۶ کامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۳

سن اشاعت: اکتوبر ۲۰۱۰ء

آئینہ کتاب

☆☆☆

پیش لفظ

فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی محمد توفیق احسنؔ برکاتی مصباحی

(استاذ جامعہ غوثیہ نجم العلوم ممبئی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

خالق کائنات اللہ عزوجل نے انسانوں کی تمام شعبہ ہائے زندگی میں کامیابی وکامرانی کے لیے واضح قانون اور روشن آئین عطا فرمائے، حیات انسان کے جملہ مسائل کے تصفیہ کے لیے انہیں کسی بھی اعتبار سے بے یارومددگار اور بے کس ولاچار نہ چھوڑا، خواہ ان کا تعلق ذاتی زندگی سے ہو یا خاندانی اور عائلی شعبہ سے، سماجی ومعاشرتی جہات سے ان کا تعلق ہو یا وہ ملکی وبین الاقوامی امن ویگانت اور بھائی چارگی سے مربوط ہوں، زندگی کے ہر زاویے کو قانون بخشا، ہر جہت کو دستور عطا فرمایا، ورنہ انسان افراتفری کا شکار ہو جاتا، لاقانونیت اور لادینیت کا عفریت انسان کی روح حیات کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا، وہ آوارگی اور ناکامی ونامرادی کے دل دل میں دھنستا چلا جاتا، خدائی قانون جو بھی اترا اس کے اندر تمام انسانوں کی صلاح وفلاح اور بقائے باہمی کا عنصر کارفرما نظر آتا ہے، قرآن نے واضح اعلان فرما دیا: اللہ عزوجل اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم نہیں فرماتا، وہ تو رحم وکرم کی برکھا اتارتا ہے، بندوں کو اپنی رحمت وعنایت سے مالا مال کر دینا اس کی صفت رحمٰن ورحیم کا خاصہ ہے۔

انسانوں کو زندگی کے ہر میدان میں خدائی قانون کی ضرورت ہے، انسانوں کو نفس کی غلامی سے آزادی دلانے کے لیے شریعت اسلامی نے اپنا قانون ''قرآن عظیم اور احادیث رسول'' کی شکل میں پیش فرمایا، جن میں ایک انتہائی اہم اور خاندانی ومعاشرتی زندگی کا جزءِ لا ینفک ضابطہ ''نکاح وطلاق'' ہے، نکاح رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک ومسعود سنت ہے، نکاح انسان کو باعزت بناتا ہے، نکاح دلوں کو حیا کا نور عطا کرتا ہے، نکاح پاک دامنی اور تقدس کی سند دیتا ہے، نکاح انسانوں کو بدنگاہی سے بچاتا ہے، اس لیے سخت ضرورت ہے کہ اس قانون کا مطالعہ کیا جائے، اس کے دیگر گوشوں کو ذہن نشیں کیا جائے، اور شادی ونکاح کی بدنامی کا ذریعہ بننے والے اسباب وعلل کا پتہ لگا کر ان کے سد باب کی کامیاب کوشش کی جائے، امت مسلمہ کے ہر فرد کی مشترکہ ذمہ داری ہے، شادی بیاہ کے نام پر وبائی امراض کی طرح معاشرے کا ناسور بننے والے خلاف شریعت رسم ورواج نے ایک ہیجان برپا کردیا ہے، جہیز کے بے جا مطالبات، طلاق کی کثرت، فضول خرچی اور ڈپریشن نے قوم مسلم کی عائلی اور خاندانی زندگی کو جہنم بنادیا ہے، اس لیے ضرورت ہے امت کے ہر شخص کو بیدار ہونے کی، ایک مستحکم لائحہ عمل طے کرنے کی، ورنہ وہ دن دور نہیں جب ہم اپنی شناخت کھودینے کا گناہ کبیرہ کر بیٹھیں گے اور دنیا ہنستی، ہمارا مذاق اڑاتی ہماری تہذیب وتمدن اور طرز معاشرت پر پھبتیاں کسے گی اور ہم اس کا نشان بنتے رہیں گے۔

انہیں وجوہات کا لحاظ کرتے ہوئے تحریک سنی دعوت اسلامی کے روح رواں حضرت مولانا حافظ وقاری محمد شاکر نوری رضوی دام ظلہ نے نکاح وطلاق سے متعلق یہ چار کتابیں مرتب کی ہیں اور مستند حوالوں سے ان کے مسائل شرعیہ پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔(۱) نکاح کا اسلامی تصور (۲) حقوق زوجین (۳) جہیز کی حقیقت (۵) طلاق وعدت کے احکام۔ مجھے ان کتابوں کے مشمولات کی تفصیل میں نہ جا کر قارئین اہلِ سنت سے ضروری گزارش کرنی ہے کہ یہ مسائل آپ کی زندگی کے لیے انتہائی اہم، بے حد حساس اور نازک ترین ہیں، کیا آپ کے دل میں ان کے مطالعہ اور اپنی عملی زندگی میں انہیں رائج کر لینے کی تڑپ اب بھی پیدا نہ ہوگی، خدارا! اپنی دنیوی زندگی کو خالص اسلامی بنائیں اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال ہوں۔

سنی دعوت اسلامی کے بانی وسربراہ حضرت مولانا محمد شاکر نوری دام ظلہ کی اس سے قبل ایک درجن کے قریب کتابیں منظر عام پر آکر مقبولیت کے مراحل طے کر چکی ہے، کتابوں کی اشاعت وطباعت کے لیے ان کا اپنا ایک مکتبہ ''مکتبۂ طیبہ'' کے نام سے باقاعدہ فعال ہے، رضویات کے باب میں بھی اس نے کئی کتابیں شائع کی ہیں جن میں ''امام احمد رضا اور اہتمام نماز، امام احمد رضا اور مدینۂ منورہ اور مصری صحافت میں امام احمد رضا کے جلوے'' قابل ذکر ہیں، ان کے علاوہ برکاتِ شریعت، گلدستۂ سیرت النبی، ماہِ رمضان کیسے گزاریں؟ خواتین کے واقعات، خواتین کا عشق رسول، (از: امیر سنی دعوت اسلامی) مبارک راتیں (از: محقق مسائل جدیدہ) جشن بہاراں (از: پروفیسر مسعود احمد) اسلام کے اصول (از: علامہ عبدالعلیم میرٹھی) کے نام گنائے جاسکتے ہیں۔ امیر سنی دعوت اسلامی، ڈاکٹر اقبال کے اس شعر ؎

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

کی عملی تصویر ہیں، ہر وقت نئے نئے منصوبے تیار کرنا، علما و محققین اہل سنت سے مشورہ لینا اور علمی تعاون کے بعد پورے منصوبے کو زمین پر اتار کر فلک پیما بنانے کا ہنر جانتے ہیں، اور رحمت خداوندی ان کی بھرپور دستگیری کرتی ہے، آپ ایک عمدہ مصلح قوم، اسلام کے مبلغ اور جاندار خطیب، صاحب ذوق نعت گو شاعر، شگفتہ وشستہ لب ولہجے کے مالک مولف ومصنف ہیں اور ہر لمحہ اپنی دینی ومذہبی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کرنے کی جدوجہد میں لگے رہتے ہیں، بقول شہزادۂ شعیب الاولیاء علامہ عبدالقادر علوی دام ظلہ:

''موصوف اپنے گوناگوں خصائل حمیدہ کے سبب خواص علما ومشائخ کی نگاہ میں انتہائی قدر وعزت سے دیکھے جاتے ہیں، اصلاح عقائد واعمال کی عالمی تحریک سنی دعوت اسلامی کے بانی وامیر وسربراہ کی حیثیت سے ان کی مذہبی خدمات کا سلسلہ کئی براعظم تک پھیلا ہوا ہے''

اور مفتی محمد نظام الدین رضوی دام ظلہ کے بقول:

''مولانا شاکر علی نوری دام مجدہم مذاق طبع کے لحاظ سے ایک اچھے مبلغ اور خطیب ہیں''

صاحب کتاب کی ہر میدان میں کامیابی کے راز کا افشا کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''مولانا نے نوری پیر (حضور مفتی اعظم ہند) سے جو اکتساب نور کیا وہ قابل رشک ہے، کیوں کہ مرشد برحق کے فیضان نے انہیں سنت کا عامل بھی بنا دیا اور شریعت کا مبلغ بھی''

واہ! کیا کہیے، سبحان اللہ! یہ بڑوں کی زبان وقلم سے نکلی ہوئی شگفتہ باتیں ہیں، ہم جیسے چھوٹوں کا اظہار خیال نہیں، بڑوں کی باتیں سند ہوا کرتی ہیں اور چھوٹوں کے تاثرات مبالغہ کے کھاتے میں ڈال دیئے جاتے ہیں، بہرحال یہ کتابیں اس لائق ہیں کہ ان کا پورے ذوق وشوق کے ساتھ مطالعہ کیا جائے اوران میں پیش کئے گئے نکات ومسائل شرعیہ پر عمل کرنے کا جذبۂ دینی اپنے دلوں میں راسخ کرلیا جائے۔

اللہ عزوجل ان کتابوں کو مقبول عام کرے اور صاحب کتاب کی جملہ خدمات کو شرف قبول عطا فرمائے اور انہیں بیش از بیش دین وسنیت اور مسلک امام احمد رضا کے فروغ کی توفیق بخشے، آمین۔

طالب دعا

محمد توفیق احسنؔ برکاتی مصباحی عفی عنہ

۱۹ر شوال المکرّم ۱۴۳۱ھ شب پنج شنبہ

احوال واقعی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

وعلی اٰلک و اصحابک یا حبیب اللہ ﷺ

قارئین کرام!

آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی دو بڑی نعمتیں ہمیں ایسی میسر ہوئیں کہ ان سے بڑی کوئی نعمت نہیں، اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات، اگر پیغمبر اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تشریف لانا نہ ہوتا تو نہ ہمیں اسلام ملتا اور نہ رحمٰن اور نہ قرآن۔ قرآن مقدس میں رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا**. اور یہ بھی فرمایا: **لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ**۔

یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا علیہ الرحمہ جب رب تعالیٰ کی حمد بجا لاتے ہیں تو یوں عرض کرتے ہیں کہ

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

لیکن کم نصیبی یہ ہے کہ آج اُمت مسلمہ پیغمبر اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اسلام سے اپنے رشتے کو کمزور کر چکی ہے، جس کی وجہ سے مادیت کا غلبہ اور مغربی تہذیب کا عشق جنون کی حد تک بڑھ چکا ہے، اس کی وجہ سے دارین کے نقصان سے مسلمان دوچار ہے، کاش! مسلمان کو یہ معلوم ہوتا کہ اسلام کتنی عظیم نعمت ہے کہ ہر نبی نے اپنی اولاد کو اسی پر قائم رہنے کا حکم دیا خواہ وہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں یا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں، اور پیغمبر اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل فرما کر ہمیں اسلام دے کر اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

(ترجمہ) آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔ (کنزالایمان)

ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بحیثیت مسلم ہمارے لیے قانون اسلام کی پابندی بے حد ضروری ہے اور یہ پابندی صرف چند رسومات کی ادائیگی میں محدود نہیں بلکہ پیدائش سے لے کر موت تک پیش آنے ہر مسئلہ میں اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی ضروری ہے جیسا کہ اللہ عزوجل قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً (ترجمہ): اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد شریعت موسوی کے بعض احکام پر قائم رہے، شنبہ یعنی سنیچر کی تعظیم کرتے، اس روز شکار سے پرہیز لازم جانتے اور اونٹ کے دودھ اور گوشت سے پرہیز کرتے اور یہ خیال کرتے کہ یہ چیزیں اسلام میں تو مباح ہیں ان کا کرنا ضروری نہیں اور توریت میں ان سے اجتناب لازم کیا گیا ہے تو ان کے ترک کرنے میں اسلام کی مخالفت بھی نہیں ہے اور شریعت موسوی پر عمل بھی ہوتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ اسلام کے احکام کا پورا اتباع کرو یعنی توریت کے احکام منسوخ ہو گئے اب ان سے تمسک نہ کرو۔ (خزائن العرفان بحوالہ خازن)

آج ہم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ نماز، روزہ، حج وزکوۃ کے لیے ہی ہمیں اسلامی احکام درکار ہیں باقی پوری زندگی من مانی اور طبیعت کی غلامی میں گزارنا چاہیے اور یہ صرف سوچ نہیں بلکہ عملی طور پر آج اس طرف امت مسلمہ گامزن ہے خواہ بچے کی ولادت کے بعد کی تقریب ہو یا شادی بیاہ کی تقاریب۔ یاد رکھیں جب تک ہم اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے پابند نہ ہوں گے کامیاب نہیں ہو سکتے۔

ایک عرصہ سے یہ خیال دامن گیر تھا کہ امت مسلمہ کو اصلاحی اصول زندگی سے واقف کرایا جائے اور زندگی کو مکمل طور پر اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی جائے۔الحمدللہ! رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل معاشرہ کی اصلاح سے متعلق ادارہ معارف اسلامی کی جانب سے چار رسالوں کا یہ سیٹ آپ کے ہاتھ میں ہے جس میں خاص طور پر نکاح کے مقاصد، نکاح میں غلط رسومات، میاں بیوی کے حقوق نیز چند ایسے الفاظ جواز دواجی زندگی میں میاں بیوی ایک دوسرے کو بولتے ہیں جس کی وجہ سے نکاح پر اثر پڑتا ہے، اس کی قدرے معلومات فراہم کی گئی ہے، ظاہر سی بات ہے کہ دعوتی دوروں کی مصروفیت نیز کم وبیش ۱۲۷ اداروں کی ذمہ داریوں میں سے وقت نکال کر کتاب ترتیب دینا یہ امر نہایت ہی مشکل تھا لیکن اللہ جزائے خیر دے محبّ محترم مولانا مظہر حسین علیمی کو جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب وتدوین میں لمحہ لمحہ میرا تعاون کیا اور یہ کتاب آپ تک پہنچانے میں ہم کامیاب ہوئے۔

گزارش: تحریک سنی دعوت اسلامی کے شعبۂ تصنیف وتالیف وتحقیق سے متعلق قائم کردہ ''ادارہ معارف اسلامی'' کی مطبوعات کو آپ قبول بھی فرمائیں اور اس کے فروغ کے سلسلہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور عوام تک پہنچا کر دین کو پھیلائیں۔امید ہے کہ یہ مجموعہ آپ کی معلومات کے ساتھ ساتھ آپ کی ازدواجی زندگی کو پرسکون بنائے گا۔اپنی نیک دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں اور تحریک سنی دعوت اسلامی کے ہفتہ واری اجتماع نیز قافلوں میں شریک ہو کر دین کے خادم بنیں۔

عرض: ہمیں اپنی کم علمی کا بھرپور احساس ہے اس لیے اگر کوئی کمی کتاب میں نظر آئے تو ضرور مطلع کریں تا کہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر سکیں۔

طالب دعا ومغفرت:

عبدہ المذنب فقیر محمد شاکر نوری

بروز بدھ ۲۶ شوال ۱۴۳۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خالق کائنات اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝ (سورۂ نساء آیت:۳)

ترجمہ: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار، پھر اگر ڈرو کہ دو بیویوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

نکاح کا لغوی معنی:

جذب ہونا، ایک شی کا دوسری شی سے مل جانا۔

نکاح کا شرعی معنی:

نکاح اس عقد کو کہتے ہیں جو اس لیے مقرر کیا گیا ہو کہ مرد کو عورت سے جماع وغیرہ حلال ہو جائے۔ (بہار شریعت)

نکاح کی مشروعیت کتاب وسُنَّت اور اجماع سے ثابت ہے۔

فرمان الٰہی ہے: **فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝**

(سورۂ نساء آیت:۳)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۚ** (سورۂ نور آیت:۳۲)

اور نکاح کردو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا۔(کنزالایمان)

حدیث پاک میں ارشاد ہے: یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنكُمُ الْبَآءَ ةَ فَلْيَتَزَوَّجْ (بخاری شریف:۵۰۶۵/مسلم شریف:۳۴۶۴)

اور نکاح کی مشروعیت پر اہل اسلام کا اجماع ہے۔

اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (نامرد) ہو اور مہر و نفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سُنَّت موکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنا یا اتباع سُنَّت و تعمیل حکم یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذت یا قضائے شہوت منظور ہو تو ثواب نہیں۔(بہار شریعت بحوالہ درمختار وشامی)

شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو معاذ اللہ اندیشۂ زنا ہے اور مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب۔ یوں ہی جب کہ اجنبی عورت کی طرف نگاہ اٹھنے سے روک نہیں سکتا یا معاذ اللہ ہاتھ سے کام لینا پڑے گا تو نکاح واجب ہے۔(درمختار وشامی)

یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔(درمختار)

اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان ونفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے اور ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔(بہار شریعت)

نکاح کس عمر میں ہو؟

حضرت ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے کوئی اولاد ہو تو اس کا اچھا نام رکھے اور اسے ادب سکھائے پھر جب بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کردے اور اگر اولاد بالغ ہوئی اور اس کا نکاح نہ کیا جس کی وجہ سے اس نے کوئی گناہ کرلیا تو باپ ہی پر اس کا گناہ ہوگا۔(مشکوۃ المصابیح:۳۱۳۸)

حضرت عمر اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ توریت شریف میں یہ مضمون لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی بیٹی بارہ سال کو پہونچ گئی اور اس نے (موقع مناسب ہوتے ہوئے) اس کا نکاح نہ کیا پھر اس نے کوئی گناہ کرلیا تو اس کا گناہ اسی شخص پر ہوگا یعنی باپ پر۔(رواہ البیہقی فی شعب الایمان:۳۱۳۹)

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں بہت قیمتی نصیحتیں موجود ہیں۔پہلی نصیحت یہ فرمائی گئی کہ تم میں سے کسی کے یہاں اولاد ہو تو اس کا اچھا نام رکھے۔بچوں کا اچھا نام رکھنا ماں باپ کی ایک اہم ذمے داری ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے روز تم اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے۔لہٰذا تم اپنے نام اچھے رکھو۔(ابوداؤد شریف:۴۹۵۰)

بُرا نام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سخت ناپسند تھا،حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں:اِنَّ النَّبِیَّ صَلّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُغَیِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِیْحَ“.
یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بُرے نام کو بدل دیا کرتے تھے۔(ترمذی:۳۰۷۳)

دوسری نصیحت اولاد کو ادب سکھانے کے بارے میں ہے۔ادب انسان کے لیے زینت ہے،پسندیدہ اعمال اور بلند اخلاق یہ سب ادب کے ذیل میں آتے ہیں،فرائض کا اہتمام اور ممنوعات سے بچنا آداب عبودیت میں سے ہے۔یوں ہی انسانوں کے ساتھ اس طرح پیش آنا کہ انہیں تکلیف نہ ہو یہ آداب معاشرت میں سے ہے۔افسوس! آج کل کے والدین پر کہ خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی یوروپ اور امریکہ جیسی بے حیا قوموں کے طرز زندگی کو اپناتے اور سکھاتے ہیں اور اس پر فخر کرتے تھکتے نہیں۔اللہ عزوجل ایسے افراد کو عقل سلیم عطا فرمائے۔

تیسری نصیحت یہ فرمائی گئی ہے کہ جب اولاد بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کردیا جائے۔ آج کل اس نصیحت سے بہت غفلت برتی جارہی ہے،انگریزی پڑھانے اور بڑی بڑی

ڈگریاں حاصل کرانے کے شوق میں لوگوں نے اس نصیحت کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔مگر نکاح تاخیر سے ہونے پر جو برائیاں جنم لے رہی ہیں اس سے کوئی عقل سلیم رکھنے والا انسان انکار نہیں کرسکتا۔

حضرت عمر اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث میں یہ نصیحت کی گئی ہے کہ جس کی لڑکی بارہ سال کو پہونچ گئی اور اس کا نکاح نہ کیا گیا اور اس سے کوئی گناہ سرزد ہوگیا تو اس کا گناہ باپ پر ہوگا۔بارہ سال کی عمر میں بچیاں عام طور پر بالغ ہوجاتی ہیں اس لیے اس عمر کا ذکر کیا گیا ہے۔

نکاح کے مقاصد: قرآن کی روشنی میں

نکاح کرنا عبادت ہے بشرطیکہ نیت اچھی ہو ،رسول رحمت فخر انسانیت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری سُنَّت پر عمل کرنا مقصود ہو۔قرآن پاک کی آیات مقدسہ میں نکاح کے مقاصد کو نہایت واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے، اس تعلق سے چند آیات ملاحظہ کریں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:وَ مِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّ رَحْمَۃً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (سورۂ روم: ۲۱)

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی بیشک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لیے۔(ترجمہ کنزالایمان)

ضیاء الامت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری قدس سرہ اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

”زندگی کی شاہ راہ بڑی کٹھن ہے،قدم قدم پر رکاوٹیں ہیں،ہجوم مصائب ہے،غموں

کے اندھیرے ہیں، ناکامیوں کے چرکے اور مایوسیوں کی وحشتیں ہیں۔اس کے باوجود حکم یہ ہے کہ اپنے خالق کو پہچانو اور اس کی مخلوق پر بھی ابرِ رحمت بن کر برسو، قعرِ دریا میں تختہ بند بھی کر دیا گیا ہے اور دامن تر مکن ہوشیار باش کا فرمان واجب الاذعان بھی سنا دیا گیا ہے۔ ؎

یہ طولِ سفر یہ نشیب وفراز
مسافر کہاں تک سنبھلتا رہے گا

لیکن اس کریم نے انسان کے شکستہ حوصلوں کو بلند رکھنے کے لئے، اس کے ڈگمگاتے قدموں کو ثبات بخشنے کے لئے، آلام ومصائب سے بوجھ ہلکا کرنے کے لیے اسی کی جنس سے بیوی کی صورت میں اسے ایک رفیق سفر بھی عطا کر دیا۔ جنسی یگانگت کے علاوہ دونوں کے دلوں کو محبت اور رحمت کے پاکیزہ اور پختہ تعلقات سے جوڑ دیا ہے۔ یہ سنگت صرف ان دنوں تک محدود نہیں جب صحت وشباب کا آفتاب چمک رہا ہو، جب حالات سازگار ہوں اور بخت بیدار ہو بلکہ محبت وپیار اور شفقت وہم دردی کا یہ رشتہ کسی صورت میں نہیں ٹوٹتا، غموں کے اندھیرے جیسے جیسے گہرے ہوتے جاتے ہیں، محبت کی یہ شمع زیادہ نور افشانی کرنے لگتی ہے۔ جب حالات ناسازگار ہوں اس کی رفاقت میں مزید پختگی آجاتی ہے۔ نیز ان کی تخلیق اس طرح کی گئی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر ادھورے ہیں۔ دونوں کی حسرتوں، آرزوؤں، اُمنگوں اور خوشیوں کی تکمیل کا راز ایک دوسرے سے وابستہ رہنے میں ہے۔

خود سوچیے! اگر محبت کا چراغ زندگی کی اس کٹھن راہ کو روشن نہ کرتا اور رحمت کا جذبہ ایک دوسرے کی دست گیری نہ کرتا تو اس سفر حیات کا انجام کتنا حسرت ناک ہوتا؟ تو ہزار جان قربان ہو اس خالقِ کریم پر جس نے مرد کی جنس سے عورت کو پیدا کیا اور پھر انہیں محبت اور رحمت کے رشتوں میں یوں پرو دیا کہ علاحدگی کا تصور تک پریشان کر دیتا ہے۔(ضیاء القرآن ج۳ ص۵۶۸)

قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے: هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۰ (سورۂ اعراف:۱۸۹)

وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں اس کا جوڑا بنایا کہ اس سے چین پائے۔ (کنزالایمان)

قرآن پاک میں ہے: وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَۃٍ ثُمَّ جَعَلَکُمْ اَزْوَاجًا ٥ (سورۂ فاطر: آیت ١١)

اور اللہ نے تمہیں بنایا مٹی سے پھر پانی کی بوند سے پھر تمہیں کیا جوڑے جوڑے۔ (کنزالایمان)

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ٥ (سورۂ شوریٰ، آیت: ١١)

آسمانوں اور زمین کا بنانے والا تمہارے لیے تمہیں میں سے جوڑے بنائے اور نر و مادہ چوپائے۔ (کنزالایمان)

اور فرمان باری تعالیٰ ہے: وَ خَلَقْنٰکُمْ اَزْوَاجًا ٥ (سورۂ نبا: آیت ٨)

اور تمہیں جوڑے بنایا۔ (کنزالایمان)

مذکورہ بالا آیات کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ زوجیت قدرتِ الٰہیہ کا شاہکار ہے۔ خالق انسان رب تبارک وتعالیٰ یہ پسند نہیں فرماتا کہ کوئی بے زوج رہے، تنہا رہے، اسی لیے رب تعالیٰ نے اول البشر سیدنا حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تنہا نہ رہنے دیا بلکہ ان کے بعد سب سے پہلے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا اور جب انسان نے اس زمین پر قدم رکھا تو وہ دو قدم نہیں، چار قدم تھا، تنہا نہیں، زوج تھا اور جنت سے آنے والا انسان جب جنت میں جائے گا تو وہاں بھی جوڑا ہی ہوگا۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّۃِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ فٰکِھُوْنَ ط ھُمْ وَ اَزْوَاجُھُمْ فِیْ ظِلٰلٍ عَلَی الْاَرَآئِکِ مُتَّکِـُٔوْنَ. (سورۂ یٰسین آیت ٥٥، ٥٦)

یعنی بے شک جنت والے آج دل کے بہلاؤوں میں چین کرتے ہیں وہ اور ان کی

بیبیاں سایوں میں ہیں، تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے۔ (کنزالایمان)

انسان تو انسان ہے اللہ رب العزت نے تمام اشیا کا جوڑا بنایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ. (سورۂ ذاریات: آیت ۴۹)

اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑ بنائے کہ تم دھیان کرو۔ (کنزالایمان)

اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل حضرت سید علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

مثل آسمان اور زمین اور سورج اور چاند رات اور دن اور خشکی اور تری اور گرمی اور سردی اور جن وانس اور روشنی وتاریکی اور کفر وایمان اور سعادت وشقاوت اور حق وباطل اور نر ومادہ۔ ہر چیز کا جوڑا اس لیے بنایا گیا تاکہ انسان غور وفکر کرے اور سوچے کہ ان تمام جوڑوں کا پیدا کرنے والا فردِ واحد ہے، نہ اس کا نظیر ہے، شریک، نہ ضد، نہ ند وہی مستحق عبادت ہے۔ (خزائن العرفان)

مقاصد نکاح: احادیث کریمہ کی روشنی میں

پہلے بیان کر چکا ہوں کہ نکاح اس لیے کرنا تاکہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سُنَّت پر عمل ہو جائے تو یہ عبادت ہے لیکن اگر خواہشات نفس کی تکمیل کے لیے نکاح کرے تو نکاح تو بہرحال ہو جائے گا مگر ثواب سے محروم رہے گا۔ اب وہ احادیث ملاحظہ فرمائیں جن میں اللہ عزوجل کے پیارے رسول مدنی تاجدار کونین کے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح کے مقاصد کو واضح لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔

(۱) ادائے سُنَّت کی نیت سے نکاح کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ (بخاری شریف: ۵۰۶۳/مسلم شریف: ۳۴۶۹)

جو میری سُنَّت سے اعراض کرے، وہ میرے طریقے پر نہیں۔

اور ایک حدیث میں ہے: مَنْ اَحَبَّ فِطْرَتِیْ فَلْیَسْتَنَّ بِسُنَّتِی وَاِنَّ مِنْ سَنَّتِیْ اَلنِّکَاحُ (کنز العمال:۴۴۴۱۳)

جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے میری سُنَّت پر عمل کرنا چاہئے بے شک نکاح کرنا میری سُنَّت ہے۔

اس حدیث پاک میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح کو اپنی سُنَّت قرار دیا ہے اور نکاح کرنے پر ترغیب اور نہ کرنے پر تہدید بھی سنائی ہے۔

(۲) نسل انسانی کی افزائش کی نیت سے نکاح کرے۔

حضرت ابوداؤد بروایت حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ۔ محبت کرنے والی، بچے پیدا کرنے والی عورت سے نکاح کرو کیوں کہ میں تمہاری کثرت تعداد کے باعث (بروز قیامت) دوسری اُمتوں پر فخر کروں گا۔ (ابوداؤد شریف:۲۰۵۲)

(۳) گناہوں سے بچنے کی نیت ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَآءَ ۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرَجِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وَجَآءٌ.

اے جوانو! تم میں سے جو گھر بسانے کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرے کیونکہ یہ نظر کو جھکاتا ہے اور شرم گاہ کو محفوظ رکھتا ہے اور جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے کیوں کہ اس سے خواہش نفس مرتی ہے۔ (مسلم شریف:۳۴۶۴)

ہر انسان کے اندر خواہشات نفسانی ودیعت کر دی گئی ہے، اب انسان کے سامنے جنسی خواہشات کی تکمیل کے لیے منکوحہ بیوی کا ہونا ضروری ہے، بصورت دیگر وہ گناہ کا

مرتکب ہوگا خدائے قہار و جبار کے غضب کا مستحق ہوگا لہٰذا استطاعت ہونے کی صورت میں نکاح کر لینا چاہیئے تا کہ دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچ سکے۔

محبت کے لیے نکاح سب سے اچھا طریقہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **لَمْ تَرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلَ النِّكَاحِ**"۔ یعنی محبت کرنے والوں کے لیے نکاح سے بڑھ کر کوئی چیز تم نے نہیں دیکھی۔ (ابن ماجہ شریف: ۱۹۲۰)

غور کیجیے کہ نکاح سے پہلے تک دو ایسے لوگ کہ ان میں کا ایک دوسرے کو جانتا ہی نہیں تھا، کس خاندان کا مرد اور کس خاندان کی عورت، ایک عربی دوسرا عجمی، ایک ایشیائی، دوسرا افریقی، جب شرعی نکاح ہو جاتا ہے تو ایک دوسرے پر نثار ہوتا ہے اور الفت و محبت وہ رنگ لاتی ہے کہ زندگی بھر ساتھ نہیں چھوٹتا۔ نکاح کے ذریعہ جو تعلق پیدا ہوتا ہے وہ لمحاتی اور وقتی نہیں بلکہ دائمی ہوتا ہے۔

نکاح کے مزید فوائد: ایک نظر میں

نکاح کے بہت سے فوائد ہیں یہاں کچھ کا ذکر اختصاراً کیا جاتا ہے۔

۱) نکاح سے نظروں کی حفاظت، پاکدامنی اور گناہوں سے بہت حد تک محفوظ ہو جاتا ہے۔

۲) نکاح کرنے سے رسولِ گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک عظیم سُنّت ادا ہو جاتی ہے۔

۳) نیک اولاد دنیا و آخرت دونوں میں کام آئے گی۔

۴) نکاح کے ذریعہ جو اولاد ہوگی اس کی اچھی تربیت کر کے دین و ملت کے استحکام کے لیے ان کا استعمال کر سکتا ہے۔

۵) اولاد کی وجہ سے رسولِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے اس حصے پر عمل کا موقع ملتا ہے جس کا تعلق اولاد سے ہے۔

۶)اللہ عزوجل اوراس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ احکام وفرمودات جن کا تعلق اولاد سے ہے اولاد کی وجہ سے ان احکام وفرمودات پر عمل کا زرّیں موقع ملتا ہے۔

۷)انسان جب بوڑھا، لاغر وکمزور ہوجاتا ہے ایسے موقع پر اولاد سہارا بنتی ہے۔

۸)بچوں کی کفالت کی ذمے داری کے سبب انسان کے دل میں زیادہ سے زیادہ کمانے اور محنت کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

۹)اولاد کی وجہ سے انسان معاشرہ میں الگ تھلگ نہیں رہتا بلکہ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

۱۰)اگر اولاد صغرسنی میں فوت ہوجائے تو ماں باپ کی شفاعت کرے گی۔

۱۱)نیک بیوی انسان کی زندگی کے تمام معاملات میں رفیق ہوتی ہے، محرم راز ہوتی ہے، مونس وغم گسار ہوتی ہے۔

۱۲)ذہنی وجسمانی قرب جس قدر انسان کو اپنی بیوی سے ہوتا ہے کسی اور سے نہیں ہوتا۔

(شرح صحیح مسلم، ملخصاً، علامہ غلام رسول سعیدی)

نکاح کن عورتوں سے جائز نہیں

خالق کائنات رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا.

اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو مگر جو ہوگزرا وہ بے شک بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت بری راہ۔ (سورۂ نساء/۲۲)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ز

فَاِنْ لَّمْ تَکُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ ز وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِکُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِکُمْ لا وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ط اِنَّ اللّٰهَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا o

حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں اُن بی بیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو تو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہاری نسلی بیٹوں کی بیبیاں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گزرا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۂ نساء ۲۳)

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ج کِتٰبَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ ج وَ اُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ.

اور حرام ہیں شوہر دار عورتیں مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری ملک میں آ جائیں یہ اللہ کا نوشتہ ہے تم پر اور اُنکے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو قید لاتے نہ پانی گراتے۔ (سورۂ نساء: ۲۴)

دوسری جگہ ارشاد باری ہے: وَ لَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکٰتِ حَتّٰی یُؤْمِنَّ ط وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْکُمْ ط وَ لَا تُنْکِحُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَکُمْ ط اُولٰٓئِکَ یَدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ ج وَاللّٰهُ یَدْعُوْٓا اِلَی الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ج وَیُبَیِّنُ اٰیٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ o (سورۂ بقرہ: ۲۲۱)

اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بیشک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی اگر چہ وہ تمہیں بھاتی ہو اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بیشک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگر چہ وہ تمہیں بھاتا ہو وہ

دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں۔(ترجمہ کنزالایمان)

محرمات وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح حرام ہے اور حرام ہونے کے چند اسباب ہیں۔ انہیں سببوں کی وجہ سے حرام ہونی والی عورتوں کی نو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: میں وہ عورتیں ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں اور اس قسم میں سات عورتیں ہیں ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی۔ **ماں** سے مراد وہ عورت ہے جس کی اولاد میں یہ ہے واسطہ سے یا بلا واسطہ، لہٰذا دادی، نانی، پرنانی، چاہے کتنے ہی اوپر کی ہوں سب حرام ہیں اور یہ سب ماں میں داخل ہیں اس لیے کہ یہ باپ یا ماں یا دادا، دادی، نانا، نانی، کی مائیں ہیں۔ **بیٹی** سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اس کی اولاد ہیں، لہٰذا پوتی، پر پوتی، نواسی، نتنی پرنواسی چاہے بیچ میں کتنے ہی پشتوں کا فاصلہ ہو سب حرام ہیں۔

مسئلہ: بہن چاہے حقیقی ہو یعنی ایک ماں باپ سے ہو یا سوتیلی کہ باپ دونوں کا ایک ہے اور مائیں دو یا ماں ایک ہے باپ دو سب حرام ہیں۔

مسئلہ: باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہم اصول کی پھوپھیاں یا خالائیں، اپنی پھوپھی اور خالہ کے حکم میں ہیں چاہے یہ سگی ہوں یا سوتیلی، یوں ہی پھوپھی کی پھوپھی اور خالہ کی خالہ یعنی یہ سب حرام ہیں۔

مسئلہ:۔ بھتیجی، بھانجی سے بھائی بہن کی اولاد مراد ہیں ان کی پوتیاں، نواسیاں بھی اسی شمار گنتی میں ہیں یعنی یہ سب بھی حرام ہیں۔

مسئلہ:۔ زنا سے بیٹی، پوتی، بہن، بھتیجی، بھانجی بھی محرمات میں ہیں۔(ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ جس عورت سے اس کے شوہر نے لعان کیا اگرچہ اس کی لڑکی اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگی مگر پھر بھی اس شخص پر وہ لڑکی حرام ہے(ردالمختار و بہار)

دوسری قسم: میں وہ عورتیں ہیں جو رشتۂ مصاہرت کی وجہ سے حرام ہیں اور وہ یہ ہیں

زوجہ موطؤہ کی لڑکیاں، زوجہ کی ماں، دادایاں، نانیاں، باپ، دادا وغیرہما اصول کی بیویاں، بیٹے پوتے، وغیرہما فروع کی بیویاں۔

مسئلہ:۔ خلوت صحیحہ بھی وطی ہی کے حکم میں ہے یعنی اگر خلوت صحیحہ عورت کے ساتھ ہوگئی تو اس کی لڑکی حرام ہوگئی چاہے وطی نہ کی ہو (ردالمختار و بہار)

مسئلہ:۔ جس عورت سے نکاح کیا اور وطی نہ کی تھی کہ جدائی ہوگئی اس کی لڑکی اس پر حرام نہیں۔ (ردالمختار و بہار)

مسئلہ:۔ وطی چاہے حلال طور پر ہو یا حرام، بہر حال حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔ (ہندیہ و ردالمختار و بہار)

مسئلہ:۔ حرمت مصاہرت جس طرح وطی سے ہوتی ہے یوں ہی شہوت سے چھونے اور بوسہ لینے اور فرج داخل کی طرف نظر کرنے سے بھی ہوتی ہے چاہے قصداً ہو یا بھول کر یا غلطی سے یا مجبوراً بہر حال مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔ (ہندیہ و درمختار)

مسئلہ:۔ حرمت مصاہرت کے لیے شرط یہ ہے کہ عورت مشتہاۃ ہو یعنی نو برس سے کم عمر کی نہ ہو اور یہ کہ زندہ ہو۔ تو اگر نو برس سے کم عمر کی لڑکی یا مردہ عورت کو شہوت سے چھوا تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ (درمختار و بہار)

مسئلہ: کسی مرد نے ایک عورت سے نکاح کی اور اس مرد کے لڑکے نے اس عورت کی لڑکی سے نکاح کیا جو لڑکی دوسرے شوہر سے ہے تو حرج نہیں۔ یوں ہی اگر اس مرد کے لڑکے نے عورت کی ماں سے نکاح کیا جب بھی یہی حکم ہے۔ (ہندیہ و بہار)

تیسری قسم: میں وہ عورتیں ہیں کہ جن میں سے ایک تو مرد کے نکاح میں رہ سکتی ہے اور ان میں کی دو ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں اور یہ وہ عورتیں ہیں کہ جن عورتوں میں آپس میں ایسا رشتہ ہو کہ اگر ایک کو مرد فرض کرے تو دوسری کے ساتھ اس کا نکاح حرام ہو (جیسے دو بہنیں کہ ایک کو اگر مرد فرض کریں تو دوسری سے اس کا بھائی بہن کا رشتہ ہو، یا

جیسے پھوپھی، بھتیجی کہ پھوپھی کو مرد فرض کریں تو چچا بھتیجے کا رشتہ ہو اور بھتیجی کو مرد فرض کریں تو پھوپھی بھتیجے کا رشتہ ہو۔ یا جیسے خالہ بھانجی کہ اگر خالہ کو مرد فرض کریں تو ماموں بھانجے کا رشتہ ہو اور بھانجی کو مرد فرض کریں تو بھانجے خالہ کا رشتہ ہو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کر سکتے بلکہ اگر طلاق دے دی ہو تو جب تک عدت نہ گزرے دوسری سے نکاح نہیں کر سکتا ۔(ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ: ایسی دو عورتیں جن میں اس قسم کا رشتہ ہو (جو ابھی اوپر بیان کیا گیا) وہ نسب کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اگر دودھ کے بھی اس طرح کے رشتہ ہوں جب بھی دونوں کا جمع کرنا حرام ہے جیسے عورت اور اس کی رضاعی بہن یا رضاعی خالہ یا رضاعی پھوپھی۔ (ہندیہ و بہار)

مسئلہ: دو عورتوں میں اگر ایسا رشتہ پایا جائے کہ ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری اس کے لیے حرام ہو اور دوسری کو مرد فرض کریں تو پہلی حرام نہ ہو تو ایسی دو عورتوں کے جمع کرنے میں حرج نہیں ۔ جیسے عورت اور اس کے شوہر کی لڑکی کہ اس لڑکی کو مرد فرض کریں تو وہ عورت اس پر حرام ہوگی کہ اس کی سوتیلی ماں ہوئی اور اگر عورت کو مرد فرض کریں تو لڑکی سے کوئی رشتہ پیدا نہ ہوگا۔ یوں ہی عورت اور اس کی بہو۔ (درمختار و بہار)

چوتھی قسم: میں وہ عورتیں ہیں جو اپنی ملک میں ہونے کی وجہ سے حرام ہیں جیسے اپنی باندی چاہے ام ولد یا مکاتبہ یا مدبرہ ہی ہو، چاہے ساجھے کی ہو، مگر متاخرین کے نزدیک احتیاطاً نکاح کر لینا اچھا ہے لیکن اس پر ثمرات نکاح از قسم مہر وطلاق وغیرہ مرتب نہیں۔ (ہندیہ و بہار)

مسئلہ: عورت اپنے غلام سے نکاح نہیں کر سکتی چاہے تنہا اسی کی ملک میں ہو یا کوئی اور بھی اس میں شریک ہو۔ (ہندیہ و درمختار و بہار)

پانچویں قسم: میں وہ عورتیں ہیں جن کے ساتھ نکاح شرک کی وجہ سے حرام ہے۔

مسئلہ: مسلمان کا نکاح مجوسیہ (آگ پوجنے والا)، بت پرست (مورتی پوجنے والا)،

آفتاب پرست، ستارہ پرست عورت سے نہیں ہوسکتا بلکہ کتابیہ کے سوا کسی کافرہ عورت سے مسلمان کا نکاح نہیں ہوسکتا۔(فتح القدیر و بہار وغیرہ)

مسئلہ: یہودیہ اور نصرانیہ سے مسلمان کا نکاح ہوسکتا ہے۔مگر چاہئے نہیں کہ اس میں بہت سے مفاسد (خرابیوں) کا دروازہ کھلتا ہے۔(ہدایہ عالمگیری)

مگر یہ جائز ہونا اسی وقت تک ہے جب کہ اپنے اسی مذہبِ یہودیت یا نصرانیت پر ہوں اور اگر صرف نام کے یہودی نصرانی ہوں اور حقیقتاً نیچری اور دہریہ مذہب رکھتی ہوں جیسے آج کل کے عموماً نصاریٰ کا کوئی مذہب ہی نہیں تو ان سے نکاح نہیں ہوسکتا، نہ ان کا ذبیحہ جائز، اور اب تو ان کے یہاں ذبیحہ ہوتا بھی نہیں۔(بہار شریعت)

مسئلہ: مسلمان عورت کا نکاح مسلمان مرد کے سوا کسی مذہب والے سے نہیں ہوسکتا۔(ہندیہ و بہار)

مسئلہ: مرتد و مرتدہ کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا (خزانیہ و بہار وغیرہ)

مسئلہ: مرد و عورت کافر تھے دونوں مسلمان ہوئے تو وہی پہلا نکاح (یعنی کفری حالت کا بیاہ) باقی ہے نئے نکاح کی ضرورت نہیں اور اگر صرف مرد مسلمان ہوا تو عورت سے اسلام لانے کو کہا جائے گا اگر مسلمان ہوگئی تو وہ اس کی بیوی ہے اور اگر اسلام نہ لائی تو اب تفریق کردیں گے یوں ہی اگر عورت پہلے مسلمان ہوئی تو مرد سے اسلام لانے کو کہا جائے گا اگر تین حیض آنے سے پہلے مرد مسلمان ہوگیا تو پہلا نکاح باقی ہے اور اگر اسلام قبول نہ کیا تو پھر اس کے بعد عورت جس سے چاہے نکاح کرلے کوئی اسے روک نہیں سکتا۔(ہدایہ و بہار وغیرہ)

چھٹی قسم: میں وہ باندی ہے جس سے نکاح حرہ پر کیا جائے۔

مسئلہ: حرہ نکاح میں ہے اور باندی سے نکاح کیا تو یہ نکاح صحیح نہ ہوا۔(ہندیہ و بہار)

مسئلہ:: پہلے باندی سے نکاح کیا پھر آزاد سے تو دونوں نکاح صحیح ہوگئے۔(ہندیہ ردالمختار و بہار)

ساتویں قسم: میں وہ عورتیں ہیں جو اس وجہ سے حرام ہیں کہ ان سے غیر کا حق متعلق ہے۔

مسئلہ: دوسرے کی منکوحہ سے نکاح نہیں ہوسکتا بلکہ اگر دوسرے کی عدت میں ہو جب بھی نہیں ہوسکتا چاہے عدت طلاق کی ہو یا عدت موت کی یا شبہ نکاح یا نکاح فاسد میں دخول کی وجہ سے۔(فتح القدیر وہدایہ وغیرہ)

مسئلہ: جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہوسکتا ہے پھر اگر اسی کا وہ حمل ہے تو وطی بھی کر سکتا ہے اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ نہ پیدا ہو لے وطی جائز نہیں۔(درمختار و بہار)

مسئلہ: جس عورت کا حمل ثابت النسب ہے اس سے نکاح نہیں ہوسکتا۔(ہندیہ و بہار)

آٹھویں قسم: میں وہ عورتیں ہیں جو مقرر گنتی سے زائد ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔

مسئلہ: آزاد مرد کو ایک وقت میں چار عورتوں سے اور غلام کو دو سے زیادہ سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں۔ اور آزاد مرد کو کنیز، باندی کا اختیار ہے اس کے لیے کوئی حد نہیں۔ (درمختار و بہار)

مسئلہ: متعہ حرام ہے۔ یوں ہی اگر کسی خاص وقت تک کے لیے نکاح کیا تو یہ نکاح بھی نہ ہوا اگرچہ دوسو برس کے لیے۔(درمختار و بہار)

نویں قسم: میں وہ عورتیں ہیں جو دودھ کے رشتہ کی وجہ سے حرام ہیں۔(قانون شریعت)

نکاح کس عورت سے جائز ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ.** (النساء آیت:۲۴)

ترجمہ: اور ان کے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں۔(کنزالایمان)

آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ **حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ.** الیٰ آخر الآیۃ میں جن عورتوں سے نکاح حرام کیا گیا ہے ان کے علاوہ عورتوں سے نکاح جائز ہے۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِّنْ فَتَیٰتِکُمُ الْمُؤْمِنٰتِ۔** (النساء آیت:۲۵)

ترجمہ: اور تم میں بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان

والیاں نہ ہوں تو ان سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی کنیزیں۔
(ترجمہ کنز الایمان)

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص حرۂ مومنہ (آزاد ایمان والی عورت) سے نکاح کی مقدرت و وسعت نہ رکھتا ہو وہ ایمان دار کنیز سے نکاح کرے، یہ بات عار کی نہیں ہے۔

مسئلہ: جو شخص حُرَّہ سے نکاح کی وُسعت رکھتا ہو اس کو بھی مسلمان باندی سے نکاح کرنا جائز ہے یہ مسئلہ اس آیت میں تو نہیں ہے مگر اوپر کی آیت وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّاوَرَآءَ ذٰلِكُمْ سے ثابت ہے۔

مسئلہ: ایسے ہی کتابیہ باندی سے بھی نکاح جائز ہے اور مومنہ کے ساتھ افضل و مستحب ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوا۔ (خزائن العرفان)

قرآن پاک میں ہے: وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝ (سورۂ مائدہ:۵)

ترجمہ: اور پارسا عورتیں مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی جب تم انہیں ان کے مہر دو قید میں لاتے ہوئے، نہ مستی نکالتے اور نہ آشنا بناتے اور جو مسلمان سے کافر ہوا اس کا کیا دھرا سب اکارت گیا اور وہ آخرت میں زیاں کار ہے۔ (کنز الایمان)

ضیاء الامت حضرت علامہ پیر کرم شاہ ازہری قدس سرہ اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

بعض علما کے نزدیک صرف ان کتابی عورتوں سے شادی کی اجازت ہے جو مملکت اسلامیہ کی رعایا ہوں۔ دار الحرب میں رہنے والی کتابی عورتوں سے اجازت نہیں۔ احناف کے نزدیک حرام تو نہیں لیکن مکروہ ضرور ہے۔ لیکن بعض علما نے ہر کتابی عورت سے نکاح کی

اجازت دی خواہ وہ مملکت اسلامیہ کی رعایا ہو یا دارالحرب کی باشندہ ہو۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ قرآن نے جو حلال فرمایا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی عورت کا صرف یہودی یا نصرانی ہونا اس کی حرمت کا باعث نہیں، لیکن اگر اس کی وجہ سے اور خرابیاں رو پذیر ہوتی ہوں تو پھر حرمت لغیرہ ثابت ہو جائے گی۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج۱،ص۴۴۳)

حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

مسئلہ: یہودیہ اور نصرانیہ سے مسلمان کا نکاح ہو سکتا ہے مگر چاہئے نہیں کہ اس میں بہت سے مفاسد کا دروازہ کھلتا ہے۔ (عالمگیری وغیرہ) مگر یہ جواز اسی وقت تک ہے جب کہ اپنے اسی مذہب یہودیت یا نصرانیت پر ہوں اور اگر صرف نام کی یہودی، نصرانی ہوں اور حقیقۃً نیچری اور دہریہ مذہب رکھتی ہوں جیسے آج کل کے عموماً نصاریٰ کا کوئی مذہب ہی نہیں ہے تو ان سے نکاح نہیں ہو سکتا نہ ان کا ذبیحہ جائز بلکہ ان کے یہاں تو ذبیحہ ہوتا ہی نہیں۔ (بہار شریعت ج ۷، ص ۱۷)

نکاح ایک بامقصد تعلق (فلسفۂ ازدواج)

فرمان الٰہی ہے:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ص فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ز وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ. (البقرہ آیت:۲۲۳)

ترجمہ: تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور اے محبوب، بشارت دو ایمان والوں کو۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں اسلامی ازدواج کا سارا فلسفہ سمیٹ کر ان دو لفظوں میں رکھ دیا گیا ہے۔ شادی کا مقصد صرف لذت طلبی نہیں بلکہ حصول اولاد ہے۔ اس لیے اپنے لیے ایسی بیوی منتخب کرو جو نیک اور پاکباز ہو کیوں کہ اگر ردی زمین میں تخم ریزی کرو گے تو اچھی

کھیتی کی توقع عبث ہے نیز جس طرح کسان کی ظاہری خوشحالی بلکہ بقا کا انحصار اس کے کھیت کی حفاظت ونگہداشت اور خدمت پر ہے اوراس کے لیے دلی وابستگی ضروری ہے، اسی طرح تمہارا تعلق اپنی رفیقہ حیات سے دلی وابستگی کا ہونا چاہئے۔

(آیت کریمہ میں) اَنّٰی بمعنی کَیْفَ ہے۔ یعنی مقاربت (ہم بستری) کی کوئی ایک ہیئت متعین نہیں بلکہ جیسے تمہیں پسند ہو۔ صرف ایک شرط ملحوظ رہے کہ تخم ریزی وہاں ہو جو جگہ اس کے لیے مخصوص کی گئی ہے۔ آیت کے ان الفاظ سے دو غلط کاریوں کا رد کر دیا گیا ہے۔ یہود نے مقاربت کے لیے صرف ایک شکل مخصوص کر رکھی تھی۔ فرمایا: کسی خاص ہیئت کی پابندی کی ضرورت نہیں بلکہ جیسے تمہیں پسند ہو۔ اور بعض گندے مذاق لوگ عورتوں کے ساتھ لواطت کیا کرتے تھے اس سے منع فرمایا کہ وہ تخم ریزی کی جگہ نہیں۔ اس سے شادی کا مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے اور عورت کے طبعی حقوق بھی پامال ہوتے ہیں۔

وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ کے تحت فرماتے ہیں۔

بڑا جامع فقرہ ہے اور بڑے وسیع مفہوم پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی ان لذتوں میں ہی نہ کھو جاؤ بلکہ اپنی آنے والی زندگی کے لیے نیک اعمال کا توشہ جمع کرتے رہو۔ نیز شادی سے اولاد طلب کرو تاکہ اس کی وجہ سے تمہارا نام باقی رہے اور ان کے اعمال صالحہ سے تمہارے مر جانے کے بعد بھی تمہارے نامہ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ ہوتا رہے۔ اگر تم لذت طلبی میں رہی عمر برباد کر کے دنیا سے چل دیئے تو تمہارا نام تک مٹ جائے گا اور اگر اولاد ہوئی اور اس کی تم نے صحیح تربیت نہ کی، ان کے اخلاق اور سیرت کو اسلامی سانچے میں نہ ڈھالا، وہ جاہل، بدعمل، بدکار بن گئے تو تمہیں یاد تو کیا جائے گا لیکن ایسی برائی کے ساتھ کہ اس سے تمہیں اگر یاد نہ کیا جاتا تو ہزار بار بہتر تھا۔ نیز نیک اولاد کی خواہش ہے تو پہلے ایسی نیک بیوی تلاش کرو جو نیک اور سعادت مند بچوں کی ماں بن سکے۔ یہ سارے مطالب (قدموا لانفسکم) میں بیان فرما دیئے گئے ہیں۔ (ضیاء القرآن ج۱، ص۱۵۳، ۱۵۴)

نکاح میں اسلام وایمان کی اہمیت

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۠ (البقرہ آیت:۲۲۱)

ترجمہ: اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بے شک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی اگر چہ وہ تمہیں بھاتی ہو اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگر چہ وہ تمہیں بھاتا ہو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت کریمہ کے ذریعہ فرزندان اسلام کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ کافر و مشرکہ عورتوں سے شادی بیاہ نہ کریں اگر چہ وہ حسن و جمال کا پیکر ہوں، اس لیے کہ ان کے اندر کفر و شرک کا جو عیب موجود ہے وہ نہایت بھیانک عیب ہے۔ اور تجربات و مشاہدات بتاتے ہیں کہ صحبت کا اثر پڑتا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

ظاہر ہے کہ مرد خدائے وحدہ لاشریک کا ماننے والا ہو اور عورت ہزاروں دیوتاؤں کے سامنے سر جھکانے والی ہو تو عقائد و نظریات کے اس اختلاف کی وجہ سے دونوں کے درمیان نااتفاقی اور اختلاف کا ہونا فطری بات ہے۔ اسی اختلاف کے باعث ان کے رشتہ ازدواج میں پائے داری نہ ہوگی بلکہ یہ رشتہ جلد ہی ٹوٹ جائے گا۔

زانیہ عورتوں سے نکاح کرنے سے پرہیز کیا جائے

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً ز وَّ الزَّانِیَةُ لَا یَنْکِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ ج وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَo (النور آیت:۳)

ترجمہ: بدکار مرد نکاح نہ کرے مگر بدکار عورت یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے نکاح نہ کرے مگر بدکار مرد یا مشرک اور یہ کام ایمان والوں پر حرام ہے۔(ترجمہ کنزالایمان)

حضرت صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

''ابتدائے اسلام میں زانیہ سے نکاح حرام تھا بعد میں آیت: وانکحوا الایا میٰ منکم سے منسوخ ہوگیا۔(خزائن العرفان)

ضیاء الامت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری قدس سرہ مذکورہ بالا آیت کا شان نزول ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

اس شان نزول سے معلوم ہوا کہ زانیہ سے مراد پیشہ ور عورت ہے، کوئی غیرت مند انسان ایسی عورت کو اپنے نکاح میں لینے کو تیار نہیں ہوتا اور زانی سے مراد بھی وہی مرد ہے جو اس فعل کے ارتکاب میں شہرت رکھتا ہو اور شرم وحیا کی چادر اس نے اتار کر پھینک دی ہو۔ ایسے شخص کو بھی کوئی مومن عورت اپنا خاوند بنانے کے لیے آمادہ نہیں ہوتی۔

چند سطروں کے بعد علامہ پانی پتی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

آیت کا معنی یہ ہے کہ زانی اپنے فسق وفجور کے باعث صالحہ عورت سے نکاح کرنے کی طرف راغب نہیں ہوتا۔ اسی طرح نیک مرد بھی زانیہ سے نکاح کرنا پسند نہیں کرتا۔ کیوں کہ طبیعتوں کی مناسبت باہمی الفت ومحبت کی علت ہے جہاں طبیعتوں میں تضاد ہوگا وہاں باہمی الفت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس صورت میں نفی اپنے حقیقی معنی پر محمول ہوگی۔(ضیاء القرآن ج ۳، ص ۲۹۱، ۲۹۲)

بدکار پیشہ عورت سے نکاح اس کے توبہ کرنے سے پہلے جائز نہیں، اسی طرح جو مرد اس قماش کا ہو اس کی اصلاح احوال سے پہلے کسی عفیفہ کو اس کے رشتۂ نکاح میں باندھ دینا سراسر ظلم و بے انصافی ہے۔(ایضا)

تعدد ازواج کا حکم

ارشاد خداوندی ہے: وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَۃً اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَلَّا تَعُوۡلُوۡا ؕ (النساء آیت:۳)

ترجمہ: اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔(کنزالایمان)

اسلام کے ناقدین خصوصاً اہل مغرب نے تعدد ازواج کے مسئلہ پر بڑی لے دے کی ہے اور وہ مسلمان بھی اس کے متعلق بہت پریشان رہتے ہیں جن کے نزدیک خیر و شر اور حسن و قبح کا صرف وہی معیار قابل قبول ہے جو ان کے ذہنی مربیوں نے مقرر کر رکھا ہے۔اس لیے اس کے متعلق اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند حقائق پیش کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

۱)یہ حکم نہیں کہ جس کی پابندی پیروان اسلام پر لازمی ہو بلکہ یہ ایک رخصت ہے۔

۲)رخصت بھی بے قید و شرط نہیں بلکہ سخت قیود سے مقید اور سنگین شرائط سے مشروط۔

۳)طب جدید و قدیم اس پر متفق ہے کہ مرد کی طبعی کیفیت عورت کی طبعی کیفیت سے جداگانہ ہے۔

۴)مرد میں جنسی رغبت عورت سے کہیں زیادہ ہے جس کی ظاہر وجہ یہ ہے کہ جنسی عمل کے بعد عورت کو مدت دراز تک مختلف نازک سے نازک مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔استقرار

حمل، وضع حمل، رضاعت اور ننھے بچے کی تربیت یہ سارے مرحلے اسے یوں مشغول رکھتے ہیں کہ اس میں کوئی طلب کم ہی رونما ہوتی ہے لیکن مردان تمام ذمہ داریوں سے آزاد ہوتا ہے۔

۵) اکثر ممالک میں عورت کی شرح پیدائش مردوں سے زیادہ ہے۔اس کے علاوہ جنگ آزما قوموں کے مرد ہی ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں جنگ کے شعلوں کی نذر ہوتے ہیں۔اس لیے عورتوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے

۶) تاریخ انسانی جب سے مرتب کی گئی ہے اس کے ہر اس قانونی نظام میں جس میں تعدد ازواج قانوناً ممنوع ہے، زنا کی کھلی اجازت ہے اور یہ فعل شنیع اپنی ان گنت خرابیوں کے باوجود جرم ہی تصور نہیں کیا جاتا۔

۷) کیا بیوی اور اس کے بچوں کے لیے اس کے خاوند کی دوسری بیوی قابل برداشت ہے یا اس کی داشتہ؟ ذہنی، روحانی، مادی اور جسمانی صحت کے جملہ پہلوؤں پر غور فرمائیے۔

۸) کیا کسی باحمیت و باغیرت عورت کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ گھر کی مالکہ بن کے رہے، اس کا خاوند اس کے آرام کا ذمہ دار، اس کی ناموس کا محافظ ہو۔اس کی اولاد جائز اولاد متصور ہو اور سوسائٹی میں اسے باعزت مقام حاصل ہو یا ایسی عورت بن کر رہے جس کا حسن و شباب ہوسناک نگاہوں کا کھلونا بنا رہے لیکن نہ کوئی اس کی اولاد کا باپ بننا گوارا کرے اور نہ کوئی دوسری ذمہ داری لینے کے لیے تیار ہو۔

۹) کیا یورپ اور امریکہ اپنی تمام سائنسی ترقی کے باوجود حرامی بچوں اور کنواری ماؤں کی تعداد میں ہوش رُبا اضافہ کے باعث پریشان نہیں۔(یو این او کی رپورٹ کے مطابق بعض یورپین ممالک میں ناجائز ولادتوں کا اوسط ساٹھ فیصدی تک پہنچ گیا ہے۔اور برملا کہنے لگے ہیں کہ قرآن کے قانون پر عمل کئے بغیر اب کوئی چارۂ کار نہیں۔(ضیاء القرآن ج اول ص ۳۱۷، ۳۱۸)

ولیمہ اور ضیافت کا بیان

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زردی کا اثر دیکھا (یعنی خلوق کا رنگ ان کے بدن یا کپڑوں پر لگا ہوا دیکھا) فرمایا یہ کیا ہے (یعنی مرد کے بدن پر اس رنگ کو نہ ہونا چاہیے یہ کیوں کر لگا) عرض کی میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے (اس کے بدن سے یہ زردی چھوٹ کر لگ گئی) فرمایا: اللہ تمہارے لیے مبارک کرے تم ولیمہ کرو اگر چہ ایک بکری سے یا ایک ہی بکری سے۔ (بخاری شریف:۶۳۸۶/مسلم شریف:۳۵۵۶)

بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جتنا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر ولیمہ کیا ایسا ولیمہ ازواج مطہرات میں سے کسی کا نہیں کیا، ایک بکری سے ولیمہ کیا۔ (بخاری شریف:۵۱۶۸)

یعنی تمام ولیموں میں یہ بہت بڑا ولیمہ تھا کہ ایک پوری بکری کا گوشت پکا تھا۔

صحیح بخاری شریف کی دوسری روایت انہیں سے ہے کہ حضرت زینت بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زفاف کے بعد جو ولیمہ کیا تھا لوگوں کو پیٹ بھر روٹی گوشت کھلایا تھا۔

(بخاری شریف:۴۷۹۴)

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں خیبر سے واپسی میں خیبر و مدینہ کے مابین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زفاف کی وجہ سے تین راتوں تک حضور نے قیام فرمایا میں مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت میں بلا لایا ولیمہ میں نہ گوشت تھا نہ روٹی تھی حضور نے حکم دیا دستر خوان بچھا دیئے گئے، اس پر کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈال دیا گیا۔ (بخاری شریف:۴۲۱۳)

امام ترمذی (۱۱۱۸) و ابوداؤد (۳۷۴۶) و ابن ماجہ (۱۹۸۴) کی روایت میں ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ میں ستو اور کھجوریں تھیں۔

صحیح بخاری ومسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی شخص کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے آنا چاہیے۔

(بخاری شریف:۵۱۷۳)

مسائل فقہیہ

صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ امجد علی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

دعوت ولیمہ سُنَّت ہے، ولیمہ یہ ہے کہ شب زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز واقارب اور محلّہ کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیافت کرے اور اس کے لیے جانور ذبح کرنا اور کھانا تیار کرانا جائز ہے۔ اور جو لوگ بلائے جائیں ان کو جانا چاہیے کہ ان کا جانا اس کے لیے مسرت کا باعث ہوگا۔ ولیمہ میں جس شخص کو بلایا جائے اس کو جانا سُنَّت ہے یا واجب؟ علما کے دونوں قول ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اجابت سُنَّت مؤکدہ ہے۔ ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں میں بھی جانا افضل ہے۔ اور یہ شخص اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا افضل ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی خوشی میں شرکت اور اس کا دل خوش کرنا ہے۔ اور روزہ دار ہو جب بھی جائے اور صاحب خانہ کے لیے دعا کرے۔ اور ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں کا بھی یہی حکم ہے کہ روزہ دار نہ ہو تو کھائے ورنہ اس کے لیے دعا کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: دعوت ولیمہ کا یہ حکم جو بیان کیا گیا ہے اس وقت ہے کہ دعوت کرنے والوں کا مقصود ادائے سُنَّت ہو اور اگر مقصود تفاخر ہو یا یہ کہ میری واہ واہ ہوگی جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر یہی دیکھا جاتا ہے تو ایسی دعوتوں میں نہ شریک ہونا بہتر ہے خصوصاً اہل علم کو ایسی جگہ نہ جانا چاہیے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: دعوت میں جانا اس وقت سُنَّت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں گانا بجانا لہو ولعب نہیں ہے اور اگر معلوم ہے کہ یہ خرافات وہاں ہیں تو نہ جائے۔ جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں لغویات ہیں اگر وہیں یہ چیزیں ہوں تو واپس آئے۔ اور اگر مکان کے دوسرے حصے

میں ہیں جس جگہ کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں نہیں ہے تو وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے۔ پھر اگر یہ شخص ان لوگوں کو روک سکتا ہے تو روک دے اور اگر اس کی قدرت اسے نہ ہو تو صبر کرے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ یہ شخص مذہبی پیشوا نہ ہو۔ اور اگر مقتدیٰ و پیشوا ہو مثلاً علما و مشائخ یہ اگر نہ روک سکتے ہوں تو وہاں سے چلے آئیں نہ وہاں بیٹھیں نہ کھانا کھائیں اور پہلے ہی سے یہ معلوم ہو کہ وہاں یہ چیزیں ہیں تو مقتدیٰ ہو یا نہ ہو کسی کو جانا جائز نہیں اگرچہ خاص حصۂ مکان میں یہ چیزیں نہ ہوں بلکہ دوسرے حصے میں ہوں۔ (ہدایہ و درمختار)

مسئلہ: اگر وہاں لہو ولعب ہو اور یہ شخص جانتا ہے کہ میرے جانے سے یہ چیزیں بند ہو جائیں گی تو اس کو اس نیت سے جانا چاہئے کہ اس کے جانے سے منکرات شرعیہ روک دیئے جائیں گے۔ اور اگر معلوم ہے کہ وہاں نہ جانے سے ان لوگوں کو نصیحت ہوگی اور ایسے موقع پر یہ حرکتیں نہ کریں گے کیوں کہ وہ لوگ اس کی شرکت کو ضروری جانتے ہیں اور جب یہ معلوم ہوگا کہ اگر شادیوں اور تقریبوں میں یہ چیزیں ہوں گی تو وہ شخص شریک نہ ہوگا تو اس پر لازم ہے کہ وہاں نہ جائے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور ایسی حرکتیں نہ کریں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: دعوت ولیمہ صرف پہلے دن ہے یا اس کے بعد دوسرے دن بھی یعنی دو ہی دن تک یہ دعوت ہو سکتی ہے اس کے بعد ولیمہ اور شادی ختم۔ (بہار شریعت)

شادی کی کچھ رسمیں

اسلام میں نکاح بہت آسان ہے، مگر بے جا رسوم ورواج کی پابندیوں اور ان کی رعایت کی وجہ سے اس سنت کو بہت مشکل بنا دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے نت نئ برائیاں جنم لے رہی ہیں اور لوگ گناہوں میں مبتلا ہو رہے ہیں، یہاں چند رسوم کا ذکر سنی بہشتی زیور مصنفہ علامہ مفتی خلیل احمد قادری برکاتی کے حوالے سے کیا جاتا ہے۔

شادی میں ٹال مٹول:

لڑکی جوان ہے مناسب رشتہ بھی مل رہا ہے لیکن رسوم ادا کرنے کو روپیہ نہیں تو یہ نہ ہوگا کہ رسوم چھوڑ دیں۔ لڑکی کی شادی کر کے اس کے ہاتھ پیلے کر کے اس بوجھ سے سبکدوش ہو جائیں اور فتنوں کا دروازہ بند ہو، اب خاندانی رسوم کے پورا کرنے کو بھیک مانگنے کو طرح طرح کی فکریں کرتے ہیں اور اس خیال میں کہ کہیں سے کچھ مل جائے تو لڑکی کا بیاہ رچائیں، شادی کی خوشیاں منائیں تا کہ برادری میں نام پائیں، برسوں گزار دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لڑکی کی تندرستی بگڑتی ہے، اس کی جوانی ڈھلتی ہے، اس کا دل بجھ جاتا ہے اور اس پر طرہ یہ کہ طرح طرح کی باتیں اڑائی جاتیں اور افواہیں پھیلائی جاتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب ایسا شخص پیغام بھیجے جس کے خلق اور دین کو تم پسند کرتے ہو تو نکاح کر دو اگر نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور فساد عظیم برپا ہوگا۔

(ترمذی شریف: ۱۱۰۷)

ایک اور حدیث شریف میں فرمایا کہ تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو (دیر نہ لگاؤ) نماز کا جب وقت آجائے، جنازہ جب موجود ہو، شوہر والی کا جب کفو ملے۔ (ترمذی شریف: ۱۷۱)

بلائے قرض:

حاجت اگر واقعی ہو تو قرض لینے میں کوئی گناہ بھی نہیں بشرطیکہ اس کی ادائیگی بآسانی ہو سکے لیکن بعض لوگ قرض لیتے ہیں تو صرف اس لیے کہ ان رسوم کو انجام دینا ہے۔ اگر قرض نہ لیں گے اور ان رسوم کو ادا نہ کریں گے تو خاندان کی عزت اور ہمارے نام کو بٹہ لگ جائے گا۔ غرض اسی قسم کے حیلے بہانے کو قرض کا ذریعہ بناتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ مفلس کو قرض کون دے؟ جب یوں نہیں ملتا تو سودی قرض لیتے ہیں جو آسانی سے دستیاب ہو تو جاتا ہے مگر جس طرح سود لینا حرام، یوں ہی دینا بھی حرام، حدیث شریف میں دونوں پر لعنت آئی، اس سودی قرض سے رسوم تو انجام پائیں گے لیکن نہ سوچا کہ شریعت کی مخالفت کے ساتھ اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی لعنت بھی

خرید لی اور اس کے نتیجے میں دنیا میں بھی بربادی، آخرت میں بھی رسوائی۔ اگر باپ دادا کی کمائی ہوئی کچھ جائیداد ہے تو اسے سودی قرض میں بہا دیا ورنہ رہنے کا جھونپڑا ہی گروی رکھ دیا۔ تھوڑے دنوں میں سود کا سیلاب سب کو بہا کر لے گیا۔ جائیداد نیلام ہوئی، مکان سود خوار کے قبضے میں گیا، اب دربدر مارے مارے پھرتے ہیں، نہ کھانے کا ٹھکانہ، نہ رہنے کی جگہ۔

اس کی مثالیں بہ کثرت ہر جگہ ملیں گی کہ ایسے ہی غیر ضروری مصارف کی وجہ سے مسلمانوں کی بیشتر جائیدادیں سود کی نذر ہو گئیں۔ پھر قرض خواہ کے تقاضے اور اس کے تشدد آمیز لہجے سے رہی سہی عزت پر بھی پانی پڑ جاتا ہے۔ یہ ساری تباہی بربادی آنکھوں دیکھ رہے ہیں مگر عبرت نہیں ہوتی، آنکھیں نہیں کھلتیں اور مسلمان اپنی فضول خرچیوں سے باز نہیں آتے۔ پر ان فضول خرچیوں کا وبال یہی نہیں کہ اسی دنیا کی زندگی تک محدود ہو بلکہ آخرت کا وبال الگ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی پناہ و عافیت میں رکھے۔ آمین

۳۔ ڈھول، تماشہ، گانا بجانا

عام طور پر جاہل گھرانوں میں رواج ہے کہ محلّہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی اور گاتی بجاتی ہیں۔ یہ حرام ہے کہ اولاً ڈھول بجانا ہی حرام، پھر عورتوں کا گانا، مزید برآں عورت کی آواز نامحرموں کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی اور وہ بھی عشق و ہجر و وصال کے اشعار یا گیت، جو عورتیں اپنے گھروں میں چلا کر بات کرنا پسند نہیں کرتیں گھر سے باہر آواز جانے کو برا اور بڑا عیب جانتی ہیں۔ ایسے موقعوں پر وہ بھی اس محفل میں شریک ہو جاتی ہیں گویا ان کے نزدیک گانا کوئی عیب نہیں۔ گانے بجانے کی آواز کتنی ہی دور تک جاتی ہو گویا ان کے نزدیک گانا کوئی عیب نہیں، اور گانے باجے کی آواز کتنی ہی دور تک جائے اس میں کوئی حرج نہیں۔

نیز ایسے گانوں میں جوان کنواری لڑکیاں بھی ہوتی ہیں۔ ان کا ایسے اشعار پڑھنا یا سننا، کس حد تک ان کے دبے ہوئے جوش کو ابھارے گا اور کیسے کیسے ولولے پیدا کرے گا اور ان کے اخلاق و عادات پر کہاں تک اس کا اثر پڑے گا، یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی

ضرورت ہو یا ثبوت پیش کرنے کی حاجت ہو۔ گانے باجے کی ان تمام ناجائز و حرام رسموں میں ایک اور ناپاک وملعون رسم ہے جو بے تمیز احمق جاہل گھرانوں نے، ہندوؤں سے سیکھی یعنی فحش گالیوں کے گیت گوانا اور مجلس میں موجود مردوں عورتوں کو لچھے دار سنانا۔ سمدھیانے کی پاکدامن عورتوں کو الفاظِ زنا سے تعبیر کرنا، کرانا۔ خصوصاً اس ملعون بے حیا رسم کا عورتوں کے مجمع میں ہونا۔ ان کا اس ناپاک فاحشہ حرکت پر ہنسنا، قہقہے اڑانا، اپنی کنواری لڑکیوں کو یہ سب کچھ سنا کر بدلحاظیاں سکھانا، بے حیا، بے غیرت، بے حمیت مردوں کا اس شہدپن کو جائز رکھنا، کبھی برائے نام لوگوں کے دکھاوے کو جھوٹ سچ ایک آدھ بار جھڑک دینا مگر بندوبست قطعی نہ کرنا۔ یہ وہ گندی مردود رسم ہے جس پر صدہا لعنتیں اللہ عزوجل کی اترتی ہیں۔ اس کے کرنے والے اس پر راضی ہونے والے اپنے یہاں اس کی روک تھام کا کافی انتظام نہ کرنے والے سب گناہ گار سخت گناہ گار کبیرہ گناہوں میں گرفتار اور غضب خداوندی کے سزاوار ہیں۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشے، آمین۔

ناچ باجا:

شادی بیاہ میں عموماً ناچ کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ گھروں میں ڈومنیوں اور میراثنوں کا اور گھر سے باہر مردانی محفلوں میں بازاری فاجرہ فاحشہ عورتوں رنڈیوں یا پھر دونوں جگہ ہجڑوں کا، ایسی محفلوں میں شریف زادیوں کا خواہ کنواری ہوں یا بیاہی، شوہر والی ہوں یا بیوہ، شریک ہونا درکناران کا ان آوارہ بدوضعوں کے سامنے آنا ہی سخت بے ہودہ و بے جا ہے۔ صحبتِ بد زہر قاتل ہے اور عورتیں نازک شیشیاں جن کے ٹوٹنے کو ادنیٰ ٹھیس بہت ہوتی ہے تو ایسوں کو تو گھر میں ہرگز ہرگز قدم نہ رکھنے دیں۔ وہ بے حیائیوں کی عادی ہیں، منع کرتے کرتے اپنا کام کر گزریں گی۔

ناچ رنگ کی یہ محفلیں جس طرح شریف گھرانوں اور شریف زادیوں کے حق میں زہر قاتل ہیں یوں ہی مردوں اور شریف زادوں کے لئے تباہی و بربادی کا باعث ہیں۔ بازاری

عورتوں اور رنڈیوں میں جو بے حیائی، بے شرمی اور بدلحاظی پائی جاتی ہے۔ اس سے کون واقف نہیں پھر جب یہ بے حیاو بے شرم عورتیں جب مردوں کی محفلوں میں آتی اور کولہا کمر مٹکا کر، آنکھیں چمکا کر نیم برہنہ لباس میں اپنا جوہر دکھاتی اور اپنی رسیلی آواز کا رس کانوں میں گراتی ہیں تو وہاں کون سا مرد ایسا ہوتا ہے جو ٹکٹکی باندھ کر اس کی اداؤں کا جائزہ نہیں لیتا اور اس کے گانوں کو مزے لے لے کر نہیں سنتا، نامحرم عورت کو مرد دیکھتے ہیں اور گھور گھور کر دیکھتے ہیں یہ آنکھوں کا زنا ہوا۔ نامحرم عورت کی آواز سنتے اور پوری توجہ سے سنتے ہیں یہ کانوں کا زنا ہوا۔ اور جب وہ اپنی بے حیائی کا مظاہرہ کرتی ان میں سے کسی کے پاس سے گزرتی ہے تو یہ اس سے باتیں کرنے یا آواز کسنے یا فقرے چست کرنے میں نہیں شرماتے یہ زبان کا زنا ہوا۔ پھر ان کی نیم برہنہ جسم کے ساتھ، فحش حرکتوں کے باعث ان مردوں کے دلوں میں برے خیالات آتے ہیں یہ دل کا گناہ ہوا۔ کبھی کبھی جوش وولولے میں آ کر اس کے جسم کو ہاتھ بھی لگا دیتے یا اپنی سی پوری کوشش اسے چھونے کی کرتے ہیں اور کبھی با کمال اشتیاق اس کی طرف جاتے ہیں یہ ہاتھ پیروں کا زنا ہوا۔

غرض ناچ رنگ کی ان محفلوں میں جن فاحشہ حرکتوں، بدکاریوں اور دین واخلاق کو تباہ کرنے والی باتوں کا اجتماع ہوتا ہے یہ ایسی باتیں نہیں جنہیں بتایا، گنایا جائے ایسی ہی مجلسوں میں شرکت کے باعث اکثر نوجوان بالخصوص وہ جن میں خودسری کا مادہ ہوتا ہے جنہیں کسی کی پرسش کا خطرہ نہیں ہوتا، جذبات کی رو میں بے قابو ہو جاتے ہیں، طوائفوں کے دام فریب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ آوارگی کو اپنا مشغلہ بنا لیتے ہیں۔ دولت برباد کر بیٹھتے ہیں، کمائی لٹاتے ہیں، بازاریوں سے تعلق ہی میں زندگی کی ساری لذتیں اور مسرتیں ڈھونڈتے ہیں، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ گھر والوں اور پاک دامن بی بیوں سے دور دور رہتے ہیں اور یوں اپنی بربادی وتباہی اپنے ہاتھوں خریدتے ہیں اور اگر ان بے ہودگیوں اور آوارہ گردیوں سے کوئی بندہ خدا بچ بھی گیا تو اتنا تو ضرور ہوتا ہے کہ حیاو غیرت کی چادر اتار کر سر سے پیر تک بے حیائی

اور بے غیرتی کا مجسمہ بن جاتے ہیں۔

بعض لوگوں کے متعلق تو یہاں تک سننے اور دیکھنے میں آیا کہ خود بھی ان مجلسوں میں شریک ہوتے ہیں اور اپنے ساتھ ساتھ جوان بیٹوں اور بیوی بیٹیوں تک کو لے جاتے ہیں۔ ایسی بدتہذیبی کے مجمع میں باپ بیٹے اور ماں بیٹی کا ساتھ ساتھ رہنا جس بے غیرتی اور بے حمیتی کا پتا دیتا ہے وہ بیان کا محتاج نہیں۔

اس سے بڑھ کر رونا اس بات کا ہے کہ اپنی جھوٹی کھوٹی ناموری اور شہرت کو آڑ بنا کر لڑکی والے، لڑکے والوں پر دباؤ ڈالتے بلکہ نسبت کے وقت ہی طے کر لیتے ہیں کہ ناچ باجا لانا ہوگا ورنہ ہم شادی نہ کریں گے۔ لڑکی والا یہ خیال نہیں کرتا کہ بے جا صرف (خرچ) نہ ہوتو اسی کی لڑکی کے کام آئے گا۔ ایک وقتی خوشی کے لئے یہ سب کچھ کرلیا لیکن یہ نہ سمجھا کہ لڑکی جہاں بیاہ کر گئی وہاں تو اب اس کے بیٹھنے کا ٹھکانہ نہ رہا۔ ایک مکان تھا وہ بھی قرض کا سیلاب بہا کر لے گیا۔ اب تکلیف ہوئی تو میاں بیوی میں لڑائی ٹھنی اور اس کا سلسلہ دراز ہوا تو اچھی خاصی جنگ قائم ہوگئی اور نتیجہ نکلا۔ دونوں کے درمیان طلاق وجدائی۔ یہ شادی ہوئی یا خانہ بربادی۔ ہم نے مانا کہ یہ خوشی کا موقع ہے اور مدت کی آرزو کے بعد یہ دن دیکھنے نصیب ہوئے، بے شک خوشی کرو مگر حد سے گزرنا اور حدودِ شریعت سے باہر ہو جانا کسی عقلمند کا کام نہیں۔ کام وہ کرو جس سے دنیا میں بول بالا اور آخرت میں منہ اجالا ہو۔ اور وہ ہے ہر کام خدا ورسول جل وعلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا جوئی کے لئے انجام دینا اور شریعت مطہرہ کا دامن مضبوطی سے تھام کر اپنی ناجائز خواہشوں سے ہمیشہ ہمیش کے لئے دست بردار ہو جانا۔

اور آہ صد آہ کہ بعض تو اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ اگر شادی میں یہ خرافات نہ ہوں تو اسے غمی اور جنازہ سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ ایک گناہ اور شریعت کی مخالفت ہے۔ دوسرے تمام شرکت کرنے والوں اور تماشائیوں کے گناہ کا یہی سبب ہے اور سب کے گناہوں کے برابر، اس تنہا پر گناہوں کا بوجھ کہ اگر یہ ان خرافات کی سختی سے روک

تھام کرتا اور گناہوں کے یہ سامان اپنے یہاں نہ پھیلاتا تو آنے والے یا تماشائی ان گناہوں میں کیوں پڑتے۔ اور بے حیائیوں اور بے شرمیوں کا یہ بازار کیوں گرم رہتا جن میں اللہ تعالیٰ کی صدہا لعنتیں اترتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ہدایت بخشے اور اپنی پناہ وحفاظت میں رکھے۔ آمین

جس شادی میں ایسی ناپاک حرکتیں ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں ہرگز ہرگز شریک نہ ہوں۔ اگر دانستہ شریک ہو گئے ہیں تو جس وقت کی باتیں شروع ہوں یا ان لوگوں کا ارادہ معلوم ہو سب مسلمان مردوں عورتوں پر لازم ہے فوراً فوراً اسی وقت اٹھ جائیں اور اپنی بیویوں، بیٹیوں، ماؤں، بہنوں کو گالیاں نہ دلوائیں، فحش نہ سنوائیں ورنہ یہ بھی ان ناپاکیوں میں شریک ہوں گے اور غضب الٰہی سے حصہ لیں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

فلمی ریکارڈنگ:

اور اب ہمارے اس دور میں ایک نئی بلا نے گھر گھر جنم لیا ہے اور وہ ہے فلمی گانوں اور فضول آوازوں کی ریکارڈنگ، گانے بجانے کی آواز اور ڈھول سارنگی کی ڈھب ڈھب روں روں تو خیر ایسی مجلس اسی گھر یا زیادہ سے زیادہ دو چار پاس پڑوس کے گھروں تک محدود رہتی تھی مگر یہ ریکارڈنگ تو خدا کی پناہ، فلمی گانے خود اپنی جگہ تنہائی میں جوان لڑکوں اور نوجوان لڑکیوں کے لئے زہر قاتل اور بڑے بوڑھوں کے لئے سوہان روح ہوتے ہیں نہ کہ پوری آواز سے ان کی تشہیر نہ یہ خیال کہ نوجوان شریف زادیوں اور شریف زادوں کے جذبات میں ان سے کیسا ہیجان پیدا ہوگا نہ اس کا لحاظ کہ بڑے بوڑھوں کے دلوں پر ان گانوں کا کیا اثر ہوگا نہ اس کا پاس کہ بیماروں، غم کے ماروں کو ان سے کیسی تکلیف پہنچے گی۔ نہ خدا اور رسول کا خوف نہ قیامت میں گرفت کی پرواہ۔ اور لعنت پوری لعنت یہ ہے کہ ان شوقین مزاجوں کو نہ اذان کا دھیان آئے نہ نمازوں اور جماعتوں کا احساس ہو اپنی دھن میں مست، اپنے ناجائز شوق کی تکمیل میں مصروف، اپنے پیسے اور وقت کے ضیاع میں مشغول، دنیا و مافیہا سے بے خبر خدا اور

رسول کے احکام کی خلاف ورزی کے باعث عذاب خداوندی میں مبتلا ہیں۔لیکن آنکھ نہیں کھولتے۔خداورسول سے نہیں شرماتے۔اورکوئی منع کرے تواس کی توہین وتذلیل کرتے ان پر پھبتیاں کستے اوران کا مذاق اڑاتے ہیں۔سچ ہے۔

بے حیاباش وہرچہ خواہی کن

آتش بازی:

شادی بیاہ کی تقریبوں میں عموماً اور شب برأت (اور مقدس راتوں) کے موقع پر خصوصاً آتش بازی کی رسم وبا کی صورت اختیار کرتی جارہی ہے۔کپڑے جلیں، بدن جھلسیں، کچے پکے مکانوں چھپروں میں آگ لگے۔بچے بوڑھے جوان ناگہانی زخمی ہوجائیں،جسموں پرآبلے پڑجائیں۔یہ سب کچھ گوارا ہےاورگوارانہیں تواس بے ہودہ رسم کوچھوڑنا۔حالانکہ یہ حرام ہےاورسخت حرام، کہ اس میں مال بھی ضائع ہوتا ہےاور جان کوبھی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔قرآن کا صاف صاف ارشادگرامی ہے کہ اپنا مال ضائع کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں چنانچہ فرمایا:

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا ○

(سورۂ اسراء:۲۷)

بیشک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

(ترجمہ کنزالایمان)

کسی انسان کی برائی اس سے بڑھ کراور کیا ہوسکتی ہے کہ اسے شیطان سے تشبیہ دی جائے اوراسے شیطان کا بھائی بند کہا جائے''گھر پھونک تماشہ''اسی کا نام ہے۔

عزیزو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام دیا،عقل عطا فرمائی، دولت بخشی تو اس لئے کہ دولت کوطاعت وبندگی کے کاموں میں صرف کرو۔اپنی ضروریات اورمفید کاموں میں صرف کرواوراپنے پروردگار کاشکر بجالاؤ اب کہ تم اس دولت کوفضول کاموں میں اڑاتے اورخدا کی

نافرمانیوں میں کام لاتے ہو تو تم خود سوچو کہ دولت کو غلط راستوں پر بہانے والے بڑے ناشکرے اور شیطان کے بھائی بند ہوئے یا نہیں۔ کہو ہوئے ضرور ہوئے تو پھر فخر وریا و نمائش اور اک ذرا سی واہ واہ کے لئے یہ فضول خرچیاں اور مالی عیاشیاں آخر کیوں نہیں چھوڑتے۔ جب کہ ان کا وبال تم اپنی آنکھوں دیکھ رہے ہو۔ خدا کے بندو! اپنی آنکھیں کھولو اور خدا اور رسول کا خوف کرو۔ مائیں اور گھروں کی بڑی بوڑھیاں اگر خدا ورسول کے احکام کی تعمیل پر اڑ جائیں اور اپنے چھوٹوں کو ان واہی تباہی فضول خرچیوں سے سختی سے روک دیں تو دین و دنیا میں اُن کا بھی بھلا، اِن کا بھی بھلا۔

پھر شب برأت (اور دیگر مقدس راتوں) کے موقع پر ایسی بدعتوں اور خرافات میں مصروف رہنا، اپنا پیسہ اڑانا، بچوں کو آتش بازی کے لئے پیسے دینا جیسا کہ عام رواج ہوتا جارہا ہے اور بھی زیادہ برا اور بھی گناہ اور بڑی بدنصیبی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔

مسئلہ: مسجد میں چراغ جلانے، یا طاق بھرنے یا کسی بزرگ کے مزار شریف پر چادر چڑھانے یا گیارہویں کی نیاز دلانے، یا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ یا شاہ عبدالحق ردولوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ یا حضرت جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کونڈا بھرنے یا محرم کی نیاز یا شربت یا سبیل لگانے یا میلاد شریف کے کرنے کی منت مانی تو یہ شرعی منت نہیں۔ سب اس میں سے کھا پی سکتے ہیں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: یہ اور اسی قسم کے دوسرے خیر خیرات، درود فاتحہ یا نذر و نیاز کے طریقے منع نہیں ہیں، کریں تو اچھا ہے، البتہ اس کا خیال ہمیشہ رکھنا چاہئے کہ کوئی بات خلاف شرع اس کے ساتھ نہ ملائے، مثلاً طاق بھرنے میں رَتْ جگا ہوتا ہے جس میں کنبہ اور رشتہ اور پاس پڑوس کی عورتیں ہوکر گاتی بجاتی ناچتی کودتی اور شور وغوغا مچاتی ہیں، دوسروں کی نیندیں خراب اور اپنا وقت فضول ولغو کاموں میں ضائع و برباد کرتی ہیں۔ یہ حرام اور گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ

شیطانی کاموں سے ہم سب کو دور رکھے، آمین۔

یوں ہی چادر چڑھانے کے لئے بعض لوگ تاشے باجے کے ساتھ جاتے ہیں یہ ناجائز ہے اور مسجد میں چراغ جلانے میں عموماً عورتیں آٹے کا چراغ جلاتی ہیں اور تیل کی بجائے اس میں گھی کا استعمال کرتی ہیں۔ یہ خواہ مخواہ مال ضائع کرنا ہے اور ناجائز ہے۔ مٹی کا چراغ کافی ہے اور گھی کی بھی ضرورت نہیں مقصود روشنی ہے وہ تیل سے حاصل ہے۔ پھر عورتوں کا گاتے ہوئے مسجد تک جانا اور بھی زیادہ برا اور سخت گناہ ہے۔ (سنی بہشتی زیور)

اللہ رب العزت ہم تمام مسلمانوں کو اپنے محبوب بندوں کے نقش قدم پر چلنے اور ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور نکاح جیسی عظیم سنت کو سادگی کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

مہر اور اس کے احکام و مسائل

اسلام کے سوا دنیا کے کسی مذہب میں نکاح کے ساتھ مہر کو مقرر نہیں کیا گیا۔

مہر کا فائدہ یہ ہے کہ اگر شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو دوسرا نکاح ہونے تک اس کے پاس کچھ رقم ہو جس سے وہ اپنی ضروریات پوری کر سکے یا گزر اوقات کا کوئی اور معاشی ذریعہ مقرر ہونے تک اس کے پاس اتنی رقم ہو جس سے وہ اپنی کفالت کر سکے۔

مذہب اسلام نے اپنے متبعین کو سخت تاکید کی ہے کہ وہ عورتوں کو ان کا مہر ادا کریں۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (سورۂ نساء آیت ۲۳۔۲۴)

ترجمہ: اور اُن کے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو

قیدلاتے نہ پانی گراتے تو جن عورتوں کو نکاح میں لانا چاہو ان کے بندھے ہوئے مہر انہیں دو اور قرارداد کے بعد اگر تمہارے آپس میں کچھ رضامندی ہو جائے تو اُس میں گناہ نہیں، بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ سے درج ذیل مسائل معلوم ہوتے ہیں۔

مسئلہ: نکاح میں مہر ضروری ہے۔

مسئلہ: اگر مہر معین نہ کیا ہو جب بھی واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: مہر مال ہی ہوتا ہے نہ کہ خدمت و تعلیم وغیرہ جو چیزیں مال نہیں ہیں۔

مسئلہ: قلیل جس کو مال نہ کہا جائے مہر ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ حضرت جابر اور حضرت علی مرتضٰی رضی تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مہر کی ادنیٰ مقدار دس درہم ہیں اس سے کم نہیں ہوسکتا۔ (خزائن العرفان)

مہر کی ادائیگی میں خوش دلی کا مظاہرہ کریں

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (النساء آیت:۴)

ترجمہ: اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو۔ (کنزالایمان)

اس آیت سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہر کی ادائیگی میں خوش دلی کا مظاہرہ کرنا چاہئے وہیں یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ مہر کی حقدار عورتیں ہیں نہ کہ ان کے اولیا، اگر اولیا نے مہر وصول کرلیا ہو انہیں لازم ہے کہ وہ مہر اس کی مستحق عورت کو پہنچا دیں۔

مہر کی ادائیگی میں فراخ دلی چاہئے

فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَوْ يَعْفُوَا الَّذِىْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَ اَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (البقرہ:۲۳۷)

ترجمہ: یا وہ زیادہ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور اے مردو تمہارا زیادہ دینا پرہیز گاری سے نزدیک تر ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بھلا نہ دو بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ (کنز الایمان)

مہر واپس نہ لو

خالق کائنات عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنْ اَرَدتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا اَتَاْخُذُوْنَه بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا. وَ كَيْفَ تَاْخُذُوْنَه وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا (النساء۲۰۔۲۱)

ترجمہ: اور اگر تم ایک بی بی کے بدلے دوسری بدلنا چاہو اور اُسے ڈھیروں مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو کیا اسے واپس لو گے جھوٹ باندھ کر اور کھلے گناہ سے۔ اور کیوں کر اُسے واپس لو گے حالانکہ تم میں ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ ہولیا اور وہ تم سے گاڑھا عہد لے چکیں۔ (کنز الایمان)

ان آیات سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں اول یہ کہ اگر کوئی شخص ایک بیوی کو طلاق دے کر دوسری سے نکاح کرنا چاہے اس حال میں کہ پہلی بیوی کو کثیر مال واسباب دے چکا ہے تو دیئے ہوئے مال میں سے کچھ واپس نہ لے کیوں کہ جدائی شوہر کی طرف سے ہے۔

دوم: اس آیت سے گراں مہر مقرر کرنے کے جواز پر دلیل لائی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسر منبر فرمایا: عورتوں کے مہر گراں نہ کرو۔ ایک عورت نے یہ آیت پڑھ کر کہا کہ اے ابن خطاب! اللہ ہمیں دیتا ہے اور تم منع کرتے ہو۔ اس پر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: اے عمر! تجھ سے ہر شخص زیادہ سمجھ دار ہے جو چاہو مقرر کرو۔ (خزائن العرفان)

سوم: اس آیت میں اہل جاہلیت کے اس فعل کا رد ہے کہ جب انہیں کوئی دوسری عورت پسند آتی تو وہ اپنی بیوی پر تہمت لگاتے تاکہ وہ اس سے پریشان ہوکر جو کچھ لے چکی ہے واپس دے دے۔ اس طریقہ کو اس آیت میں منع فرمایا اور جھوٹ اور گناہ بتایا۔

مہر معاف کرنے کا اختیار عورت کو ہے

اگر عورت کے اولیا میں سے کوئی مہر کو معاف کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا کہ مہر معاف کرنے کا اختیار اور پاور عورت کے ہاتھ میں ہے جیسا کہ اللہ رب العزت کے فرمان ''الا ان یعفون . سے معلوم ہوتا ہے۔

مسئلہ: عورتوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے شوہروں کو مہر کا کوئی جز ہبہ کریں یا کل مہر مگر مہر بخشوانے کے لیے انہیں مجبور کرنا ان کے ساتھ بد خلقی نہ کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فان طبن لکم فرمایا جس کے معنی ہیں دل کی خوشی سے معاف کرنا۔

مہر معاف کرنے پر مال شوہر کا ہوگا

ارشاد رب ذوالجلال ہے:

فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا (النساء آیت:۴)

ترجمہ: پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں تو اسے کھاؤ رچتا پچتا۔ (کنز الایمان)

غیر مدخولہ کا مہر

قرآن پاک میں ہے: وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِیْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ

ترجمہ: اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے طلاق دے دی اور ان کے لیے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے۔ (کنز الایمان)

مہر کے عدم تقرری پر کچھ دے کر رخصت کرو

ارشاد باری عزوجل ہے:

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُه وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُه مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ۔ (البقرہ آیت:۲۳۶)

ترجمہ: تم پر کچھ مطالبہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا کوئی مہر مقرر کرلیا ہو اور ان کو کچھ برتنے کو دو، مقدور والے پر اس کے لائق اور تنگدست پر اس کے لائق حسب دستور کچھ برتنے کی چیز، یہ واجب ہے بھلائی والوں پر۔ (کنزالایمان)

صدرالافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

یہ آیت ایک انصاری کے باب میں نازل ہوئی جنہوں نے قبیلۂ بنی حنیفہ کی ایک عورت سے نکاح کیا اور کوئی مہر معین نہ کیا پھر ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو اگر اس کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی تو مہر لازم نہیں، ہاتھ لگانے سے مجامعت مراد ہے اور خلوت صحیحہ اسی کے حکم میں ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بے ذکر مہر بھی نکاح درست ہے مگر اس صورت میں بعد نکاح مہر معین کرنا ہوگا اگر نہ کیا تو بعد دخول مہر مثل لازم ہو جائے گا۔

ومتعوھن کے تحت فرماتے ہیں:

جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو اور اس کو قبل دخول طلاق دی ہو اس کو تو (تین کپڑوں کا ایک) جوڑا دینا واجب ہے اور اس کے سوا ہر مطلقہ کے لیے مستحب ہے۔ (مدارک، خزائن العرفان)

مہر کے ثبوت میں احادیث کریمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف

رضی اللہ عنہ نے انصار کی ایک عورت سے نکاح کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تم نے ان کا کتنا مہر مقرر کیا۔ انہوں نے کہا ایک گٹھلی کے برابر سونا آپ نے فرمایا، ولیمہ کرو خواہ ایک بکری سے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا یا رسول اللہ! میں آپ کے پاس آئی ہوں اور میں نے اپنا نفس آپ کو ہبہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا نظر اوپر اٹھائی پھر نظر نیچے کر لی پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا سر جھکا لیا۔ جب اس عورت نے یہ دیکھا کہ آپ نے اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا تو وہ بیٹھ گئی، آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص اٹھے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں ہے تو پھر اس سے میرا نکاح کر دیجئے۔ آپ نے ان سے فرمایا: تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: اپنے گھر جاؤ شاید تمہیں کوئی چیز مل جائے۔ وہ گئے اور پھر واپس آ گئے۔ اور کہا بخدا مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔ آپ نے فرمایا: دیکھو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو، وہ گئے اور واپس آ گئے، اور بولے بہ خدا لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی لیکن میرے پاس صرف یہ تہبند ہے۔ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ تمہارے تہبند کا کیا کرے گی؟ اگر تم اس کو پہنو گے تو اس کے پاس کچھ نہ ہوگا اور اگر وہ اس کو پہنے گی تو تمہارے پاس کچھ نہ ہوگا۔ وہ بیٹھ گئے۔ جب کافی دیر ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو واپس جاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے ان کو بلانے کا حکم دیا۔ جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا: تمہیں کچھ قرآن یاد ہے؟ انہوں نے شمار کر کے بتایا کہ ان کو فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ آپ نے فرمایا: تم ان صورتوں کو زبانی پڑھتے ہو؟ بولے: ہاں، آپ نے فرمایا: جاؤ تمہیں جو قرآن یاد ہے اس کے سبب سے میں نے یہ عورت تمہاری ملک میں دے دی۔ (صحیح بخاری و مسلم)

شارح صحیح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی اس حدیث کی تشریح میں امام نووی علیہ

الرحمہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

اس حدیث میں اس کی دلیل ہے کہ تعلیم قرآن کو مہر بنانا درست ہے اور قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینا صحیح ہے، یہ دونوں امور امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک جائز ہیں۔قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا امام ابوحنیفہ کے علاوہ تمام فقہا کے نزدیک صحیح ہے۔

امام طحاوی نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم قرآن کو مہر نہیں بنایا بلکہ اس سبب سے اس کا نکاح اس عورت سے کیا کہ اس کو قرآن مجید تھا اور یہ اسلام کی علامت ہے۔۔۔۔اور علامہ عینی نے فرمایا کہ تعلیم قرآن کو مہر قرار دینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔(ملخصاً از شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی)

حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی عورت کا مہر مقرر کیا اور اللہ کو علم ہے کہ اس کا ارادہ مہر ادا کرنے کا نہ تھا۔اس شخص نے اس عورت کو دھوکا دے کر اس کی فرج کو حلال کرلیا، قیامت کے دن وہ اللہ عزوجل سے زانی ہونے کی حالت میں ملاقات کرے گا اور جس شخص نے کسی شخص سے قرض لیا اور اللہ کو علم ہے کہ اس کا ارادہ اس قرض کو واپس کرنے کا نہ تھا، بخدا اس نے اس شخص کو دھوکا دیا اور باطل کے عوض اس کے مال کو حلال کرلیا، وہ قیامت کے دن اللہ سے چور ہونے کی حالت میں ملاقات کرے گا۔(مسند احمد بن حنبل: ج۴،ص۳۳۲)

ازواج مطہرات کے مہر

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کتنا مہر مقرر کرتے تھے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: آپ کی ازواج کا مہر بارہ اوقیہ اور نش ہوتا تھا۔فرمایا: تم جانتے ہو نش کیا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔فرمایا: نصف اوقیہ

(ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) تو یہ پانچ سو درہم ہو گئے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا مہر تھا۔ (مسلم شریف، ابن ماجہ)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ پہلے عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، وہ حبشہ کی سرزمین میں فوت ہو گئے، پھر نجاشی نے ان کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا اور ان کا مہر چار ہزار درہم مقرر کیا اور ان کو شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں بھیج دیا۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے گھر کے سامان کے بدلے میں نکاح کیا جس کی مالیت چالیس درہم تھی۔ (المعجم الاوسط)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گھر کے سامان پر نکاح کیا جس کی مالیت دس درہم تھی۔ (المعجم الکبیر)

حضور کی صاحبزادیوں کے مہر

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو العجفاء بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: سنو! عورتوں کا مہر مقرر کرنے میں غلو نہ کرو کیوں کہ اگر اس دنیا میں کوئی عزت ہوتی یا اللہ کے نزدیک اس میں تقویٰ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ لائق تھے کہ آپ مہر میں غلو کرتے اور میرے علم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی زوجہ یا اپنی کسی صاحبزادی کا بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر نہ کیا۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بارہ اوقیہ ۴۸۰ درہم کے برابر ہیں۔

وضاحت: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۵۰۰ درہم کا ذکر کیا ہے اس لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول گویا تقریباً ہے۔ نیز حضرت ام حبیبہ کا مہر جو چار ہزار

درہم تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر نہیں کیا تھا بلکہ نجاشی نے مقرر کیا تھا اس لیے مذکورہ بالا حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے لوہے کی ایک زرہ عطا فرمائی تھی۔ آپ نے اس زرہ کے عوض حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میرا نکاح کر دیا اور فرمایا یہ زرہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس بھیج دو، سو میں نے بھیج دی، بخدا اس کی قیمت چار سو اور کچھ درہم تھی۔

ازواج مطہرات اور بنات رسول کے مہر کا تفصیلی نقشہ

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر			دیگر ازواج مطہرات کا مہر		
۴۰۰۰/درہم	۱۴۴۷۲/گرام چاندی	۱۰۵۲/تولہ	۵۰۰/درہم	۱۵۰۹/گرام چاندی	۱۳۱.۵/تولہ
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر			سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر		
۴۰/درہم	۱۲۲.۴۷۲/گرام چاندی	۱۰.۵/تولہ	۴۰۰/درہم	۱۲۲۴.۷۲/گرام چاندی	۱۰۵/تولہ
حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر			دیگر صاحبزادیوں کا مہر		
۱۰/درہم	۳۰.۶۱۸/گرام چاندی	۲.۶۲۵/تولہ	۴۸۰/درہم	۱۷۳۶.۶۴/گرام چاندی	۱۲۶/تولہ

محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ مبارکپور ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: دس درہم برابر ۳۲ گرام ۶۵۹ ملی گرام ہوتا ہے۔ مہر ادا کرتے وقت نرخ بازار سے اتنی چاندی کی قیمت ادا کریں۔

☆☆☆

مصادر و مراجع

القرآن الکریم

کنز الایمان، امام احمد رضا خان قدس سرہ

خزائن العرفان، علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی

ضیاء القرآن، علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری

بہار شریعت، حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی قدس سرہ

شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی

قانون شریعت، مفتی شمس الدین جونپوری

سنی بہشتی زیور، علامہ خلیل احمد برکاتی